ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۷ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ
۲۸ اپریل ۱۹۶۷ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ قَالَ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَا فَکَمْ مِمَّنْ لَا کَافِیَ لَہٗ وَلَا مُؤْوِیَ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو فرماتے۔ (ترجمہ) تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں وہ اللہ جس نے ہم کو کھلایا اور پلایا اور ہمارے تمام مہمات کو پورا کیا اور ہم کو ٹھکانا دیا۔ پس ان میں سے بہت سے لوگ ہیں۔ کہ جن کی مہمات کو پورا نہیں کیا۔ اور نہ انہیں ٹھکانا دیا (مسلم)

وَعَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْقُدَ وَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی تَحْتَ خَدِّہٖ ثُمَّ یَقُوْلُ: "اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَرَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ، مِنْ رِوَایَۃِ حَفْصَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا، وَفِیْہِ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُہٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

ترجمہ۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے۔ تو اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے رخسار کے نیچے رکھ لیتے، پھر فرماتے اللھم قنی عذابک یوم تبعث عبادک (یعنی اے اللہ مجھے اپنے عذاب سے بچا جس دن کہ تو اپنے بندوں کو زندہ کریگا ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا۔ اور کہا حدیث حسن ہے۔ اور اس حدیث کو ابوداؤد نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے۔ کہ آپ تین مرتبہ یہ کلمات فرماتے تھے۔

وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلدُّعَآءُ ھُوَ الْعِبَادَۃُ" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

ترجمہ۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ دعا ہی عبادت ہے۔ ابوداؤد اور ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن صحیح ہے

وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَآءِ وَیَدَعُ مَا سِوٰی ذٰلِکَ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعاؤں میں جامع دعا کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ اور ان کے علاوہ دوسری دعاؤں کو ترک کر دیا کرتے تھے ابوداؤد نے اسناد جید کے ساتھ اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَ اَکْثَرُ دُعَآءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ زَادَ مُسْلِمٌ فِیْ رِوَایَتِہٖ قَالَ: وَکَانَ اَنَسٌ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّدْعُوَ بِدَعْوَۃٍ دَعَا بِھَا، وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّدْعُوَ بِدُعَآءٍ دَعَا بِھَا فِیْہِ۔

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اکثر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا۔ اللھم آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار (یعنی اے اللہ! ہم کو دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی نیکی دے اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچا) ہوا کرتی تھی۔ (بخاری اور مسلم) اور مسلم نے اپنی روایت میں اتنا اضافہ اور کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک رض جب کوئی دعا مانگنے کا ارادہ فرماتے، تو اسی دعا سے مانگتے تھے۔ اور جب کسی اور دعا سے دعا کرنے کا ارادہ فرماتے۔ تو اس دعا کو بھی اس میں شامل کرتے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ الْھُدٰی، وَالتُّقٰی، وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی رَوَاہُ مُسْلِمٌ،

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے (ترجمہ) یعنی اے اللہ میں تجھ سے ہدایت، پرہیز گاری، پاکدامنی اور دنیا سے لاپرواہی طلب کرتا ہوں (مسلم نے اس حدیث کو ذکر کیا۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "اَللّٰھُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِکَ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ،

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی۔ کہ اللھم مصرف القلوب صرف قلوبنا علی طاعتک یعنی اے اللہ دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت پر پھیر دے (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ "تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ جَھْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَکِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَۃِ الْاَعْدَاءِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ سُفْیَانُ: اَشُکُّ اَنِّیْ زِدْتُ وَاحِدَۃً مِّنْھَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پناہ مانگو اللہ تعالےٰ کے ذریعہ مشقت کی بلا سے، اور بدبختی سے اور بری تقدیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

ایڈیٹر
مناظر حسین نظرؔ
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۲ | ۱۷ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ بمطابق ۲۸ اپریل ۱۹۶۷ء | شمارہ ۵۱

مسلمانانِ عدن پر مظالم کے خلاف احتجاج

لاہور کے علماء کرام اور معززہ شہریوں کی طرف سے ۲۲ اپریل ۱۹۶۷ء کو پارک لگژری ہوٹل میں جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم عمومی اور سابق ایم، پی، اے مجاہدِ ملت مولانا غلام غوث ہزاروی کے اعزاز میں ایک شاندار استقبالیہ دیا گیا جس میں تقریر فرماتے ہوئے حضرت مولانا ہزاروی نے ملک میں قرآن و سنت کے مطابق قوانین کے نفاذ پر زور دیا اور عدن کے مسلمانوں پر برطانوی مظالم کی مذمت کرتے ہوئے حکومت پاکستان کی اس سلسلے میں خاموشی کو حیرت و استعجاب کی نظر سے دیکھا۔ مولانا نے اپنی چھپی ہوئی جوابی تقریر میں فرمایا ــــ "بڑا قصور ہوگا اگر میں اس موقع پر مظلوم مسلمانانِ عدن کا ذکر نہ کروں۔ ان پر کشمیری مسلمانوں کی طرح مظالم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ سینکڑوں عربوں کو پیدائشی حق آزادی کے مطالبہ پر گولیوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ وحشی انگریزوں نے قرآن پاک کی توہین کی ہے جو میں بیان نہیں کر سکتا۔ جو لوگ انگریز، امریکہ کی وفاداری کا فیصلہ کئے ہوئے ہیں ان سے کیا گلہ ہے مگر حکومت پاکستان کا اس سلسلہ میں آواز بلند نہ کرنا باعثِ تعجب ہے۔"

حضرت مولانا نے مذکورہ بالا الفاظ میں فی الواقعہ پاکستان کے تمام اربابِ نظر کی ترجمانی کی ہے۔ پاکستانی عوام میں سے شاید ہی کوئی ایسا کور باطن ہو جو عدن کے مسلمانوں پر برطانوی جور و استبداد کا حال اخبارات میں پڑھ کر دل ہی دل میں نہ کڑھتا ہو اور اس کے دل میں اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے جذباتِ ہمدردی و مودّت نہ پیدا ہوتے ہوں۔ مزید برآں قرآنِ عزیز کی توہین اور مساجد کی بے حرمتی پر کوئی کافر ہی ہوگا جس کا خون نہ کھول اٹھا ہو اور اس کے دل میں برطانوی فوجیوں کے خلاف شدید جذبات نفرت نہ ابھرے ہوں۔ تاریخ گواہ ہے اور ہمارے اکابر رحمہم اللہ علیہم اجمعین ببانگِ دہل اس حقیقت کا اعلان کرتے رہے ہیں کہ اس سطح ارضی پر فرنگی سے بڑھ کر مسلمانوں کا کوئی دشمن نہیں ہے۔ پھر خود خداوند قدوس کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے ہرگز دوست نہیں ہو سکتے۔

چنانچہ واقعات شاہد ہیں کہ اس ہندوستان میں انگریز نے مسلمانوں کے ساتھ طرح طرح کے مظالم روا رکھے، دینی عظمتوں کا مذاق اڑایا، قرآن کریم کے ہزاروں نسخے ایک ایک دن میں جلوائے، علماء کی عزت مسلمانوں کے دلوں سے نکلوائی، بے شمار خدامِ دین کو کالے پانی پہنچایا اور ہزاروں علماء حق کو تختۂ دار پر کھنچوایا۔ غرض فرنگی مظالم کی ایک داستانِ طویل ہے جس کے تذکرے کے لئے ایک دفتر درکار ہے اور اس وقت اسی قدر کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کا یہ دشمنِ ازلی جہاں کہیں گیا اس نے مسلمانوں پر ظلم و استبداد کے پہاڑ توڑے اور اپنے مکر و فریب سے ایسے ایسے ہمرنگِ زمین دام بچھائے کہ اچھے اچھے لوگ اس میں پھنس کر دنیا و آخرت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ برصغیر پاک و ہند میں کشمیر کا مسئلہ اسی عیّار دشمن اور اس کے خود کاشتہ پودوں کا پیدا کردہ ہے۔ مشرقِ بعید میں ملائشیا اسی کا کٹھ پتلی ہے اور مشرقِ وسطیٰ میں صیہونیت کی ریشہ دوانیاں اور فلسطین کا قضیّہ اسی شجرِ سیئہ کے برگ و بار ہیں ــــ اس اجمال سے اس بات کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ انگریز نے اپنی مشہور اسلام دشمن پالیسی کی بناء پر اسلامی ملکوں میں کسی نہ کسی طرح اپنا علمِ استبداد گاڑے رکھا ہے۔ اور اب جو کچھ وہ عدن کے مسلمانوں کا جذبۂ حریت کچلنے کے لئے کر رہا ہے وہ اس کی مذکورہ قدیم پالیسی کا طبعی تقاضا ہے۔ لیکن یہ سوال پھر بھی ذہنوں میں ابھرتا ہے کہ ہمارے اسلامی ممالک نے ابھی تک عدن میں انگریز کے ان انسانیت سوز مظالم کے خلاف صدائے احتجاج کیوں بلند نہیں کی۔ اگر سیاسی مصلحتوں نے ان کی زبانوں پر مہر لگا دی ہے تو کم از کم پاکستان جیسا کہ حال ہی میں صدرِ مملکت نے ارشاد فرمایا ان مغربی طاقتوں کے سیاسی اقتدار کے زیر اثر نہیں ہے وہ تو آزادانہ اپنے مسلمان بھائیوں کی حمایت میں آواز اٹھا سکتا ہے دیگر اسلامی ممالک کے بارے میں شبہ ہو سکتا ہے کہ انگریز نے در پردہ ناصر دشمنی کی بنا پر اُن سے سازباز کر لی ہو اور انہیں فریبکارانہ حکمت عمل سے اس طرح رام کر لیا ہو کہ وہ محض خاموش تماشائی بنے بیٹھے رہیں اور اس کی مشئومہ کارروائیوں کی مذمت میں لب کشا نہ ہوں۔ اس شبہ کو اس سے بھی تقویت ملتی ہے کہ ایک طرف عدن میں انگریزی حکام نے اقوام متحدہ کے مشن کے کام میں دانستہ روڑے اٹکا کر افسوسناک عدم تعاون کی فضا پیدا کر دی اور مشن کو پوری طرح فیل کر دیا۔ تو دوسری طرف خود ساختہ مہروں کو بھی آگے بڑھایا کہ وہ اس کے انتدابی اثر کو بحال رکھنے میں راہ ہموار کرتے رہیں۔ چنانچہ سعودی عرب میں قادیانیت کی پذیرائی اس چھپی ہوئی حقیقت کی غمازی کر رہی ہے۔

ہمارے یہ اندیشے غلط ہیں یا صحیح، اس سے بحث نہیں۔ گذارش اتنی ہے کہ مسلمانانِ عدن پر انگریز جو وحشیانہ مظالم دیدہ دلیری سے توڑ رہا ہے

(باقی صـ ۶)

مجلسِ ذکر

۲ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۳ اپریل ۱۹۶۷ء

حضرت امام حسینؓ کا کردار پیدا کیجئے اور وقت کے یزید کا ڈٹ کر مقابلہ کیجئے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّابعد؛
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم:-

اللہ تعالیٰ کا احسان و فضل ہے کہ ہمیں مل جل کر اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔ حضرتؒ نے ذکر اللہ کا یہ پودا لگایا ہوا ہے اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس کو پانی دینے کی توفیق بخشی ہے۔ یہ محض اللہ کا فضل و عنایت ہے۔ اس ذکر اللہ کے پودے کے پھل بہت میٹھے اور نتائج بہت زرخیز اور بہتر ہیں۔ یہ مجلسِ ذکر کردار کا غازی بنانے کے لئے جاری کی گئی ہے ——

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ آپ یہاں تقریر کا مزا یا لطف لینے کی نیت سے نہ آئیں بلکہ اصلاح کی نیت سے آئیں اور جو احمد علیؒ کہے اس پر عمل کریں۔ اگر میرا ایک سبق آپ یاد کر لیں اور اس کو پکا لیں تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ جنتی ہیں۔

میں نے حضرتؒ کے ارشاد سے تقریر کرنی شروع کی۔ شروع میں آدھ گھنٹہ تقریر نہ ہوتی تھی۔ اب یہ حال ہے کہ تقریر ختم نہیں ہوتی۔ یہ تقریریں انسان کی ہدایت کا سبب بن سکتی ہیں، اور ہلاکت کا بھی۔ اگر تقاریر کے مطابق عمل کیا جائے تو اجر و ثواب اور نجات کا ذریعہ ہوں گی۔ اور اگر دھواں دھار تقریروں سے معلوم یہ ہو کہ ہم سے بڑھ کر اسلام کا شیدائی کوئی نہیں، محبِ رسولؐ کوئی نہیں۔ لیکن عملاً ہم بالکل کورے ہوں نہ ہماری صورت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو نہ ہماری سیرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہو تو یہ تقاریر ہماری ہلاکت کا ذریعہ بنیں گی۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر انسان کو علم و عمل کے دو پر لگ جائیں تو یہ آسمانوں پہ اُڑنے لگ جاتا ہے اور فرشتوں سے بھی افضل بن جاتا ہے۔ کھرے، سچّے اور صحیح مسلمان وہ ہیں جو قرآن و حدیث دونوں کو اپنی زندگی کی مشعلِ راہ بناتے ہیں۔ دونوں میں سے کسی ایک کے انکار کرنے والا کافر ہے۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو منکرِ حدیث ہے وہ منکرِ قرآن ہے جو منکرِ قرآن ہے وہ خارج از اسلام ہے یعنی بے ایمان ہے

انسانوں کی بھلائی اور بہتری کے لئے ہر زمانہ میں انبیاء علیہم السلام دنیا میں تشریف لاتے رہے ہیں۔ انبیاء کے بعد ان کے وارثین اولیائے کرام اور علمائے ربانی ان کی تعلیمات کی اشاعت کرتے رہتے ہیں۔ اور انسانوں کی ہدایت اور بھلائی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اگر انسان ان بزرگانِ دین اور اولیائے کرام کی صحبت اختیار کرے اور ان کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرے تو اس سے بڑھ کر کوئی متقی اور پرہیزگار نہیں۔ لیکن اگر انسان کو ان کی صحبت میسّر نہیں۔ اور اس کے دل میں خوفِ خدا نہیں، تو پھر اس سے بڑھ کر کوئی درندہ یا حیوان نہیں۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو صحیح معنوں میں اہلبیت کی محبت نصیب فرمائے۔ (آمین) محبت کے معنی یہ ہیں کہ ہم ان کا اسوۂ حسنہ اپنائیں۔ ان کی طرح راتوں کو جاگ کر بارگاہِ الٰہی میں جھکیں، گڑگڑائیں، عبادت کریں اور حق کے لئے، اسلام کی سربلندی کے لئے اپنا مال اور جان سب قربان کر دیں۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کو ماتم کرنا، رونا پیٹنا سخت ناپسند ہے۔ یہ محض ایک رسم و جشن ہے جو ہر سال کیا جاتا ہے۔ اگر آپ کو واقعی اہلبیت سے محبت ہے تو آپ ان کی طرح حق کے لئے جان دینے کے لئے تیار ہو جائیں۔ امام حسینؓ کا کردار پیدا کریں اور وقت کے یزید کا ڈٹ کر مقابلہ کریں، ان کے قول و فعل کو اپنائیں اور ان کی تعلیمات کی اشاعت کریں ——

حضرت امام حسینؓ نے عظمت اسلام اور عَلَم اسلام کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔ اسلام کے لئے انہوں نے اپنی جان کی بازی لگا دی۔ اللہ تعالےٰ ان کو زندہ فرماتا ہے:-

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝

جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جائیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

جب اللہ تعالیٰ ان کو زندہ فرماتے ہیں تو تم کیوں ان کو مردہ سمجھ کر روتے ہو۔ اور ظلم کرتے ہو اگر تم نے رونا پیٹنا ہے اور ماتم کرنا ہے تو اپنے مُردوں پر کرو نہ کہ اسلام کے شہداء پر۔ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور اہلبیتؓ نے اسلام کی عظمت اور سربلندی کے لئے قربانیاں دیں یہ خوش ہونے کا مقام ہے نہ کہ غم اور رونے کا۔

آج عملی طور پر ہم اسلام کے روشن چہرے پر اپنے کردار کا بدنما داغ لگا رہے ہیں۔ (الا ماشاء اللہ) جن کو اہلبیت کے کردار اور مشن اور زندگی کے اعمال سے بالکل نفرت ہے وہ کیسے محب ہو سکتے ہیں؟ یہی لوگ ان کی زندہ ارواح کے لئے باعثِ تکلیف ہیں۔

سارا سال قتل و اغوا، شراب نوشی اور رشوت وغیرہ برائیوں میں مبتلا رہیں۔ اور عبادتِ الٰہی سے دور رہیں۔ اور پھر محرم میں دس دن کالے کپڑے پہن کر

خطبہ جمعہ
۱۰ر محرم الحرام ۱۳۸۷ھ بمطابق ۲۱ر اپریل ۱۹۶۷ء

آخرت میں باطن کی صفائی ہی کام آئیگی!

ظاہری ٹیپ ٹاپ کوئی کام نہ دے سکے گی

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہم العالی

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی: امابعد: فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم:
بسم اللہ الرحمن الرحیم:-

وَ اِذَا رَاَیْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَ اِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ یَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَیْحَةٍ عَلَیْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ؗ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ۝ (پ۲۸ - س المنافقون آیت ۴)

ترجمہ: اور جب اُن کو دیکھیں تو ان کے ڈیل ڈول اچھے لگیں گے اور اگر وہ بات کریں تو آپ ان کی بات کو دلچسپ ہونے کی وجہ سے سن لیں گویا کہ وہ دیوار سے لگی ہوئی لکڑیاں ہیں۔ وہ ہر آواز کو اپنے ہی اوپر خیال کرتے ہیں۔ وہی دشمن ہیں پس ان سے ہوشیار رہئے۔ اللہ انہیں غارت کرے پس کہاں بھٹکے جا رہے ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

یعنی دل تو مسخ ہو چکے ہیں لیکن جسم دیکھو تو بہت ڈیل ڈول کے چکنے چپڑے، بات کریں تو بہت فصاحت اور چرب زبانی سے نہایت لچھے دار کر خواہ مخواہ سننے والا ادھر متوجہ ہو کر اور کلام الٰہی کی ظاہری سطح دیکھ کر قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

از بروں چو گورِ کافر پُر حلل
واندروں قہرِ خدائے عزّ و جل
از بروں طعنہ زنی بر بایزید
وازدرونت ننگ می دارد یزید

حاصل

یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہو رہا ہے کہ اے پیغمبرؐ منافقوں کی حالت یہ ہے کہ جب آپؐ ان کو دیکھیں تو ان کے قد و قامت اور ظاہری جسم آپ کو خوشنما معلوم ہوں گے اور ان کے ڈیل آپؐ کو خوش لگیں گے، باتیں ان کی ایسی شیریں اور لچھے دار ہوں گی کہ آپ کان لگا دیں گے مگر درحقیقت اندر سے بالکل کھوکھل اور بے کار ہیں جیسے کہ خشک لکڑیاں دیوار کے سہارے رکھی ہیں، محض بے کار ہیں کسی کام کے نہیں۔ سوائے اس کے کہ ایندھن کے کام آئیں اور آگ میں جلائے جائیں۔

صاف واضح ہے کہ منافقوں کی ظاہری وضع قطع اور ڈیل ڈول کی اللہ تعالےٰ بھی تعریف فرما رہے ہیں — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو دیکھ کر تعجب کرنے لگتے ہیں اور وہ باتیں بھی ایسی دلچسپ کرتے ہیں کہ آپؐ ہمہ تن گوش ہو کر سنتے ہیں لیکن باطنی صفائی نہ ہونے کے باعث مردودِ بارگاہِ الٰہی ہیں اور ان کی مثال ایک لکڑی کی ہے جو دیوار کے سہارے کھڑی کر دی جائے تو کھڑی رہے گی اور اگر دیوار کا سہارا نہ رہے تو گر پڑتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ منافقین کے اپنے اندر ایمان کی کوئی طاقت نہیں اس لئے ان کی ظاہری ٹیپ ٹاپ کسی کام نہ آئے گی، کام درحقیقت باطن کی صفائی آئے گی۔ انسان کا ظاہر بھی درست ہونا چاہیئے۔ اور باطن بھی پاکیزہ ہونا چاہئے۔ نجات کا مدار باطن کی صفائی پر ہے۔ صرف ظاہری صفائی نجات کے لئے کام نہ دے گی۔ چنانچہ منافقین کے متعلق سورۃ منافقون میں ہی آگے چل کر ارشاد ربانی ہے:-

سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝

ترجمہ: برابر ہے خواہ آپ ان کے لئے معافی مانگیں یا نہ مانگیں اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ بے شک اللہ بدکار قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔

آیاتِ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ منافقین کے لئے جن کا ظاہر اچھا اور باطن برا ہے استغفار کرنا یا نہ کرنا برابر ہے۔ یہ بالکل گئے گذرے ہیں۔ ان کے خیالات نکمے اور عمل بیکار ہیں۔ یہ اللہ کی طرف نہیں جھکتے — اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بھاگتے ہیں اس لئے ان کے لئے مغفرت طلب کرنا یا نہ کرنا یکساں ہے اللہ تعالےٰ ان کو ہرگز نہ بخشے گا کیونکہ بدکاروں، نافرمانوں اور دل کا برتن ٹیڑھا رکھنے والوں کو اللہ سیدھا راستہ نہیں دکھاتا اور وہ سدا بھٹکتے ہی پھریں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ باطن کی صفائی ہر اعتبار سے مقدم ہے اور اسی پر مغفرت اور نجات کا دار و مدار ہے — اگر اندر پلیدی اور نجاست ہے تو ظاہر کی صفائی کسی کام نہ آئے گی — پس ضروری ہے کہ انسان باطن کی صفائی سے بہرہ ور ہو — باطن کی صفائی

سے دل کی صفائی مراد ہے اور اسی کا نام تزکیہ ہے۔ دل سارے جسم میں مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر دل پاک ہے تو سارا جسم پاک ہے اگر دل پلید ہے تو سارا جسم پلید ہے اور یاد رکھئے کہ اگر دل پلید ہے تو جسم اور کپڑوں کی صفائی کسی کو عذاب الٰہی سے نہ بچا سکے گی —— حکیم کائنات سید دو عالم جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں :-

اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ۔

بے شک (انسان) کے جسم میں البتہ ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو جاتا ہے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار اور وہ دل ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ باطن کی اصلاح کا دار و مدار دل پر ہے اگر یہ درست ہو گیا تو انشاءاللہ آخرت میں نجات ہو جائے گی۔ ہمارے حضرتؒ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ فرمان کی روشنی میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ انسان کے جسم میں دل بادشاہ ہے، دماغ اس کا وزیر یا مشیر ہے اور باقی اعضاء اس کی فوج ہیں —— اصل میں بات دل سے نکلتی ہے۔ دماغ اس کے متعلق غور و فکر کرتا اور دل کو مشورہ دیتا ہے۔ اگر دل اور دماغ متفق ہو جائیں تو پھر فوج کو اس کام کے کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ چنانچہ آغاز کار دل ہی سے ہوتا ہے اور تمام اعضاء اسی کی تابعداری کرتے ہیں۔

اب اگر غور سے دیکھا جائے تو بیانِ مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ انسانوں کی ایک قسم منافقین کی ہے جن کا ظاہر تو ٹھیک ہے مگر باطن ٹھیک نہیں اس لئے وہ قطعی مردود ہیں۔ اس کے علاوہ ایک دوسری قسم بھی ہے جن کے دل میں نورِ ایمان ہے مگر کسی ظالم کے مجبور کرنے سے بحالتِ اضطراری وہ کلمۂ کفر منہ سے بک دیتے ہیں۔ ایسے لوگ بارگاہِ الٰہی میں استغفار کرنے پر قابلِ عفو ہیں کیونکہ ان کے باطن میں نورِ ایمان موجود ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں :-

اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ۔

ترجمہ: مگر وہ مجبور کیا گیا ہو اور اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔

پس ضروری چیز یہی ہے۔ کہ انسان کے باطن کا تعلق اللہ تعالےٰ سے درست ہو۔ اگر باطن صاف ہے اور دل کا تعلق اللہ جل شانہٗ سے درست ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ نجات یقینی ہے۔

محترم حضرات! خوب سمجھ لیجئے کہ ایمان کا محل دل ہے اور اللہ تعالےٰ کے ہاں وہ ایمان مقبول ہے جو دل میں ہو۔ خالی زبان سے ایمان کا دعویٰ مقبول نہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو تزکیہ قلب کی نعمت سے بہرہ ور کرے۔ اور ہمارے دل نورِ ایمان سے تا ابد منور رہیں —— آمین ——

دراصل تزکیۂ قلب کا مطلب ہی یہ ہے کہ دل ماسوا اللہ سے خالی ہو جائے۔ تعلق انسان کا سب کے ساتھ ہو مگر دل میں مطلوب، محبوب اور مقصود صرف اللہ تعالےٰ ہی کی ذات ہو اور جو کام بھی کیا جائے یا جس کسی سے تعلق رکھا جائے وہ فقط اللہ تعالےٰ ہی کی رضاء کے لئے ہو۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو تزکیۂ باطن کی دولت سے مالا مال کرے اور ہمارے لئے اسے وسیلۂ نجات بنائے۔ آمین!

بقیہ: مجلس ذکر

ماتم کریں تو کیا سارے سال کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا؟ کیا یہ سب ٹھیک ہے؟ کچھ سوچیں، سمجھیں، عقل سے کام لیں کہ دعوے کیا کرتے ہیں اور عمل کیا ہے۔

یاد رکھیں! کہ مسلمانوں کو اپنے کردار بہتر بنانے کا کام سونپا گیا ہے۔ ہمیں اپنے احوال و اعمال کو سنوارنا ہے۔ ہمیں قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا (اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ) کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ہم سے قیامت کے دن اس کے متعلق سوال ہونا ہے۔ ہمیں ان چیزوں کی فکر کرنی چاہئے۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کی تعلیمات کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ تاکہ ہماری یہ چند روزہ زندگی اور اخروی ابدی زندگی بہتر بن جائے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مَیں آخر میں حکومت سے خاص طور پر عرض کرتا ہوں کہ جس طرح محرم کے دس دنوں میں ریڈیو سے فلمی گانے بند کر دئے جاتے ہیں —— اسی طرح رمضان المبارک کے مہینہ میں جو سب مہینوں سے افضل اور بابرکت ہے فلمی گانے بند کر دئے جائیں۔ تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں سے صحیح معنوں میں مستفیض ہوں۔ ہم مسلمانوں کا موجودہ مسلمان حکومت کے سربراہوں سے مطالبہ ہے کہ آئندہ ماہ رمضان جو اسی سال آ رہا ہے میں فلمی گانے بند کر دئے جائیں اور عوام کو ہدایت کی جائے کہ ہندوستانی ریڈیو سے بھی بالکل گانے نہ سنیں کیونکہ وہ ہمارا دشمن ملک ہے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ عطا فرمائے اور ہمارا سب کا خاتمہ ایمانِ کامل پر فرمائے آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

بقیہ: اداریہ

وہ ان کے مطالبۂ آزادی کے پیشِ نظر انتہائی قابلِ مذمت ہے۔ اور ہماری حکومت اور عوام کو وسیع پیمانے پر اور موثر رنگ میں ان کے خلاف اس وقت تک مسلسل احتجاج کرنا چاہیئے جب تک دغاباز انگریز ظلم و تعدی چھوڑ کر عدن کے مطالبۂ آزادی پر سر نہیں جھکا دیتا۔

عذاب سیاست

رہی مختلف اُمتوں پر ہمیشہ
خدا کی طرف سے عذابوں کی شدت
محمدؐ کی امت بھی خالی نہیں ہے!
مسلط ہے اس پر عذاب سیاست

فیض لدھیانوی لاہور

اسلام اور نظامِ معیشت

ناقل: عبد المجید، جامعہ رشیدیہ، ساہیوال

(۲)

اب دوسری بات یہ ہے کہ مال متحرک کیسے ہو یعنی کن کن مصارف میں صَرف ہو تو اسلام نے پابندی لگائی کہ مصارفِ شرّ اور مصارف ضارّہ میں صَرف نہ ہو یورپ کی تہذیب بے خدا ہے اس کے پاس جب سرمایہ آیا۔ تو اس کے متعلق تمام آفتیں بھی ساتھ آئیں۔ پہلی آفت حبّ ملکیتِ شخصیہ لا الیٰ نہایہ کہ مال میں جس قدر اضافہ بھی ممکن ہو کیا جائے، جس طریق سے پڑھے بڑھاؤ۔ اس آفت نے تمام انسانوں کی دولت کو چند افراد کے پاس جمع کر دیا۔ مغربی مصنّفین نے یورپ کا جو ماتم کیا ہے اس میں حبِ لذّتیت بھی ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ زنا، شراب، گانا بجانا مسخرہ پن وغیرہ امور ہیں جن پر مال بے دریغ خرچ کیا جاتا ہے۔ چارلی چپلن کی تنخواہ سب سے زیادہ تھی جو ایک مسخرہ تھا اسی طرح کتّے پالنے شروع کئے تو ان پر خرچ ہوا۔ امریکہ کا باون کروڑ ڈالر سالانہ کتوں کی تفریح پر صرف ہوتا ہے افسوس کہ تمہاری لعنتی تہذیب نے کتّے کی محبّت تو عطا کی مگر انسانی ہمدردی نہ بخشی۔ کاش کہ تمہیں کتّے کی محبّت کا ہزارواں (ہزارواں حصّہ) انسانوں سے محبت ہوتی تو دنیا کی نصف آبادی فاقہ میں نہ مرتی۔ اسی طرح قمار بازی، بڑی بڑی تعمیریں، بہترین موٹریں وغیرہ وغیرہ امور نے انسانوں کی ایک بڑی جماعتوں کو غلط اور مضر کاموں پر لگا دیا۔ سرمایہ داری کے نشہ میں عاشقِ زنا بنا تو زانیہ عورتیں معاشرہ میں پیدا ہوئیں پھر ان کے لئے دلّال پیدا ہوئے اسی طرح رقاصائیں اور ناچیاں وجود میں آئیں۔ غرض وہ افراد انسانیت جو انسانوں کے مفید کام آسکتے تھے۔ سرمایہ داری نظام نے انہیں اپنی عزت و ناموس لٹا کر اور ناچ ناچ کر سرمایہ دار کو خوش کرنے پر لگا دیا۔ اور اس کا نام ثقافت رکھا گیا۔ میں جن دنوں کوئٹہ میں تھا وہاں ایک آدمی آیا کہ میں ثقافت پر تقریریں کروں گا اور کرتا بھی رہا۔ میں نے ثقافت کا معنی پوچھا تو آئیں بائیں کرنے لگا۔ بالآخر مجھی سے پوچھنے لگا تو میں نے کہا۔ کہ ڈگریاں تم نے لیں اور تنخواہ بھی وصول کرتے ہو۔ اور معنی مولوی سے پوچھتے ہو اور پھر گالیاں بھی انہیں کو دیتے ہو۔ اب بتاؤ کہ گالی کا مستحق کون ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ثقافت عربی کا لفظ ہے جس کا سمجھنا ان کے بس کا روگ بھی نہیں یہ مولوی ہی بتا سکتا ہے۔ امام راغبؒ مفردات میں فرماتے ہیں الثقافۃ الحذق فی الامور یعنی امور میں ذکاوت اور دانائی۔ کو ثقافت کہتے ہیں۔ اور امور نافعہ کے ماہر انسان کو ثقافتی کہتے ہیں اب خود فیصلہ کر لیا جائے کہ ناچنا اور دیگر فحش کاری، عریانی اور بے حیائی کسقدر فائدہ مند ہے کہ جن کی مہارت کو ثقافت اور ماہروں کو ثقافتی کہا جاتا ہے۔

وزارت کے زمانہ میں نواب صاحب نے مجھے ہاکی کے کھیل پر دعوت دی۔ میں نے کہا کہ کھیل ختم ہونے کے بعد آؤں گا۔ غرض میں آیا تو کہنے لگے۔ کہ اس کھیل کے متعلق کچھ کہو۔ میں نے کہا کہ ہمارے نزدیک تو اس قسم کے کھیل خودکشی سے کم نہیں۔ انہوں نے فائدے بتانے شروع کئے مگر میں نے کہا کہ آسمانی علم میں شبہ کی گنجائش نہیں۔ بھلا بتاؤ تو انگریز ۲۰ کروڑ کی اسلامی حکومت پر کیسے غالب آیا اسے یہ خیال کیسے پیدا ہوا۔ اس نے کہا کہ انگریز کی تربیت کی ابتدا اس سے ہوتی ہے کہ تیرے برابر کوئی نہیں تو سب پر غالب ہے، باقی سب بھیڑ بکریاں ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ خودی ہے جسے قرآن نے بیان فرمایا کنتم خیرامۃ کہ اس آسمان کے نیچے اور زمین کی سطح پر تم سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ بلکہ تم سب سے بہترین افراد ہو۔

مومنے بالاتر ہر بالا ترے
غیرت او بر نہ تابد ہمسرے
قطرہِ آبِ وضوءِ قنبرؓ ے
در بہا بہتر ز خونِ قیصرے

ترقی کی چابی خودی ہے، احساسِ برتری ہے۔ اسی کے تحفّظ کا قرآن پاک نے سامان کیا۔ اب بتاؤ کہ یہ کھیل کس کا ہے کہا امریکہ کا، میں نے کہا کیا یہی خودی ہے؟ کہ اپنا کھیل بھی نہیں آتا وہ بھی انگریز آبا سے پوچھتے ہیں کہ کون سا کھیل کھیلیں اور کیسے کھیلیں۔ مجھ سے بعض ساتھی پوچھنے لگے کہ ہیٹ پہننا کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ معمولی چیتھڑا اپنا لگا لو پھر ٹھیک ہے اس لئے کہ یہ پھر ہماری ایجاد ہوگا

تراش از تیشۂ خود جادۂ خویش
طریقِ دیگراں رفتن عذاب است

ہاں یورپ کے پاس ایک ہماری چیز ہے یعنی سائنسی ترقی جو انہوں نے حاصل کی اور ہم نالائق رہے اور عورتیں نچانے لگے جیسے آج کل ہو رہا ہے۔ اور وہ لوگ بڑی بڑی حکومتوں کے فاتح بنے۔ زوالِ اندلس سے پہلے انگریز کو قینچی بنانا نہیں آتا تھا پھر قرطبہ اور غرناطہ کی کتابوں کا ترجمہ کیا، علم سیکھا اور اُڑنے لگے۔ اقبال نے روتے ہوئے اس حقیقت کو بیان کیا کہ ابن رشد اور ابن باجہ کی تصنیفوں میں ہوائی جہاز کا نقشہ پایا جاتا ہے جس سے انگریز نے سبق سیکھا اور کہتا ہے کہ

مدفن اس تہذیب کا یہ سرزمین پاک ہے
جس سے تاکِ گلشنِ یورپ کی رگ نمناک ہے

غرض سرمایہ دارانہ نظام نے مال کے کچھ حصّہ کو ساکن رکھا جیسے کہ بنک کا نظام اور کچھ حرکاتِ مضرّہ میں لگایا۔ اور اسلام نے اس کے سکون کو بکسر ختم کر کے حرکاتِ محمودہ نافعہ میں لگایا جب کہ یورپ ہر سال قمار بازی پر ایک ارب تیس کروڑ روپے خرچ کرتا ہے۔ یہ مقدار قانونی جواز میں ہے اور غیر قانونی طور پر قمار بازی پر اس سے دس گنا زیادہ لگتا ہے۔ امریکہ کا ملک ہر سال شراب نوشی پر دس ارب پچھتر کروڑ ڈالر خرچ کرتا ہے۔ امریکہ اور چند دوسرے ممالک سگریٹ پر سالانہ پچاس ارب باون کروڑ پچاس لاکھ ڈالر

خرچ کرتا ہے جب کہ سگریٹ کی
حقیقت میرے نزدیک نوٹ جلانے سے
کم نہیں کہ اللہ تعالےٰ تو انعام فرمائیں
اور مال و دولت بخشیں اور انسان کہتا
ہے کہ میری ناشکری اور بدمستی بھی دیکھ
کہ ابھی بتی بنا کر جلاتا ہوں۔ اس کے
علاوہ یورپ نے انسانوں کو جلا کر راکھ
کرنے اور بم بنانے پر جو خرچ کیا
اس کا ایک نمونہ یہ ہے کہ امریکہ
نے ۱۹۵۱ء میں جنگی تیاری پر ۹۰
کھرب ڈالر لگاتے۔ اور اب تو وہ
اس میں بہت اضافہ کر چکا ہے۔
برطانیہ نے ۱۹۵۳ء میں ملکہ کی تاجپوشی
پر ایک دن میں ۳۴ کروڑ روپیہ شراب
پر صرف کیا۔ ان سب کے علاوہ
سینماؤں کے مصارف یومیہ کتنے آتے
ہیں جو کہ بقول شاعر ؎

سینما ہے کہ صنعت آذری ہے

آذری صناعی کی تمثیل ہے بلکہ آذر
بت تراش تو تھا بت فروش نہ تھا مفت
دیتا تھا اور یہاں قیمت بھی وصول کی
جاتی ہے۔ گویا وہ گناہ بلاقیمت تھا اور
یہ باقیمت گناہ ہے۔ لاہور میں سینما بینی
کا ماہوار خرچ ۱۲ لاکھ روپے ہے۔ تو
اسلامی نظام نے ان تمام مضر حرکات
پر پابندی لگائی۔ مال کو جائز اور مفید
مصارف میں حرکت پر لگا اور ناجائز
اور مضر مصارف میں حرکت کرنے سے
روکا، جب زنا کو جرم اور حرام قرار
دیا گیا تو اس پر صرف ہونے والے
اربوں روپوں کا خرچ بچ گیا جو
نافعہ حرکت میں لگے گا۔ شراب کو ناجائز
اور حرام کیا تو دس ارب پچھتر کروڑ
ڈالر کی سالانہ رقم محفوظ رہی جو صرف
امریکہ ایک سال میں ضائع کرتا ہے۔
اسی طرح سود کی تحریم سے ان مضرتوں
سے بچاؤ ہوا جو سود پیدا کرتا ہے۔
حدیث شریف میں ہے۔ لعن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل
الربٰو وموکلہ کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے سود لینے اور دینے والے
دونوں پر لعنت کی بد دعا فرمائی ہے۔
اسی طرح قمار بازی اور جوئے کے حرام
ہونے سے ایک ارب تیس کروڑ سے
بھی کہیں زیادہ رقم بچی۔ غرض ناجائز
حرکات سب بند ہونے سے ان پر
آنے والے اخراجات سب محفوظ ہوں گے

نیز اسلام نے صرف یہی نہیں کہ ناجائز
مصارف کو ختم کیا بلکہ معاشرہ میں
جائز مصارف کا دائرہ بھی کافی حد
تک تنگ کیا۔ تاکہ مال زیادہ سے زیادہ
بچے اور ضرورت میں لگے۔ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہیں الاقتصاد نصف
المعیشۃ اور خود عملی نمونہ بھی دکھایا۔
کہ ۱۰ لاکھ مربع میل کی سلطنت کے
باوجود دو وقت پیٹ بھر کر کبھی
نہ کھایا۔ ما شبع آل محمد صلی
اللہ علیہ وسلم۔

طبری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ
آپ نے محتاجوں میں کھجوریں تقسیم
کروائیں اور اپنے لئے ردی اور
ناقص رکھیں پوچھنے پر فرمایا۔ انا
شر وال اذا اطعمت ردیا وطعمت
جیدا۔ کہ اگر میں خود عمدہ کھاؤں اور
دوسروں کو ردی کھلاؤں تو بدترین
حاکم ٹھیروں گا۔ اور ایک دفعہ سوکھا
ہوا اور سخت ٹکڑا چبانے لگے جس نے
پیٹ میں جا کر آواز پیدا کی تو فرمایا۔
یا باطن قرقر او لا تقرقر فمالك
عندی الا ھذا کہ اے پیٹ خواہ
آواز کر یا نہ کر میرے پاس تیرے لئے
اس کے سوا کچھ نہیں ہے

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی فقیری کردہ اند

اس کے مقابلہ میں کمیونزم نے
مساوات کا دعوےٰ کیا اور سٹالن کی
سالانہ تنخواہ ۹ لاکھ روبل گویا لاکھ
روپے ماہوار ـــ یہ تھا غریبوں اور
مزدوروں کا بادشاہ اور پھر اس
تنخواہ کے علاوہ ضروریات تمام عام
بھاؤ سے ۸۰ فیصد کم قیمت پر ملتی تھیں
اور گھریلو اخراجات مفت میں پورے
ہوتے۔ دعویٰ غریب پروری کا کہ ہم
نے مزدوری زیادہ کر دی مگر ساتھ ہی
ضروریات کی قیمتیں بڑھا دیں گویا ایک
ہاتھ سے دے کر دوسرے سے لے
لیا۔ ایک بدو نے حضرت عمرؓ سے
پوچھا۔ کہ آپ گوشت نہیں کھاتے؟ آپ
نے فرمایا کہ تمام مسلمانوں کو گوشت
ملتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا۔
پھر میں بھی نہیں کھاؤں گا۔

اب آیت کے متعلق کچھ بیان کر
دوں کہیں یہ رہ نہ جائے۔

تو کفار مکہ کا اعتراض تھا کہ
پیغمبر کوئی سیٹھ ہونا چاہئے۔ جواب یہ
ہے کہ پیغمبری تو ایک نہایت اعلیٰ اور
ارفع مقام ہے جس کے مقابلہ میں تمام
دنیا ہیچ ہے۔ تو جب دنیا کی تقسیم ہم
نے کی ہے کسی اور کے سپرد نہیں کی
تو پیغمبری کی تقسیم تمہارے سپرد کیسے
ہو جائے۔ اور پھر دنیا کی تقسیم بھی متفاوت
کی ہے گو اس میں ایک گونہ مساوات
بھی ہے کہ فطرت میں جس قدر تفاوت
ہے تقسیم بھی اسی لحاظ سے ہے اور
حکمت یہ ہے کہ لیتخذ بعضھم بعضا
سخریا۔ تاکہ تم میں سے بعض بعض سے
کام لیتے رہیں۔ گویا اس حکمت کی بنا پر
تفاوت ایک ناگزیر امر تھا۔ آگے فرمایا۔
ورحمۃ ربك خیر مما یجمعون۔
تیرے رب کی رحمت کہیں بہتر ہے
اس دنیاوی ذخیروں سے تو علم کی دولت
ایسی ہے، جس کی تقسیم میں تفاوت نہیں
اس میں ہر کوئی محنت کر کے زیادہ سے
زیادہ مقام حاصل کر سکتا ہے۔ ایک
آدمی مجھ سے کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے
لوگوں میں مال و دولت کے لحاظ سے
تفاوت کیوں رکھا ہے مساوات چاہیئے
تھی۔ امیر غریب کا تفاوت نہ ہونا چاہیئے
میں نے کہا کہ اگر تفاوت کا ایسا ہی
خیال ہے اور مساوات کی فکر ہے تو
سر اور قدم میں تفاوت ہے کہ قدم ہر
وقت ۲½ من کی لاش کو اٹھائے پھرتا
ہے اور سر مزے سے سواری کرتا ہے
مساوات پیدا کرنی چاہیئے اور کبھی اس
کے برعکس بھی ہونا چاہیئے۔ معدہ شکایت
کرے گا کہ میرا کیا قصور کہ غذائی قوتیں
تو قلب و جگر کھینچ کر لے گئے اور
فضلہ میرے حصہ میں ڈال دیا۔ مساوات
کے لئے کبھی برعکس بھی چاہیئے۔ ایسے
ہی اگر مخرج شکایت کرنے لگے کہ منہ
کا کیا کمال ہے کہ عمدہ عمدہ غذائیں
تو وہ سنبھالتا ہے اور جب ان کا جوہر
نکل کر ان میں تعفن پیدا ہو جاتا ہے تو
میری طرف دھکیلا جاتا ہے آخر مساوات
چاہیئے ــ غرض تمام نظام فطرت تفاوت
پر قائم ہے اور اسلام نے فطری ہونے
کا دعویٰ کیا ہے لہٰذا اسی کا نظام فطرت
کو ترقی دے سکتا ہے باقی نظام فطرت
کو ترقی دے سکتا ہے باقی نظام فطرت
کو بگاڑتے ہیں بناتے نہیں۔

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہ کیمبلپور

ذکر کی اہمیت

مرتبہ:- محمد سلیمان ہزاروی (خادم خصوصی حضرت قاضی صاحب)

وہ صوفیائے عظام جن کی زندگیاں قال اللہ وقال الرسول کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہیں - ان کی ایک نظر کرم سے دل کی دنیا بدل جایا کرتی ہے

الحمد للہ وکفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی: امابعد:۔

دوستو! اور بزرگو! دنیا کا بڑے سے بڑا انسان نیکی کو پسند کرتا ہے اور برائی سے اسے نفرت ہوتی ہے اور اللہ کے نیک بندے تو نیکی کو اجاگر کرنے اور برائی کو دنیا سے مٹانے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں، میرے دوستو! دنیا میں ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح معاشرے میں نیکی، صلح، امن قائم رہے، ہر ایک دوسرے کے لئے سلامتی اور عافیت کا باعث ہو، اور برائی کا دنیا سے قلع قمع ہو، اس کے لئے دو طریقے اختیار کئے گئے، ایک تو یہ کہ قوم کے بیدار مغز" دور اندیش صاحب علم، مصلح اور حکیم لوگوں نے اس کے لئے تجاویز کیں، کتابیں تصنیف کیں رسالے شائع کئے، لٹریچر کو عام پھیلایا، آج کے اس دور میں آپ کوئی رسالہ، کوئی کتاب، کوئی اخبار اٹھا کر دیکھ لیں، اس میں کتنی ہی دین کی، صلح وامن کی باتیں آپ کو نظر آئیں گی، اور اخبار والوں نے تو اب مستقل کالم بنا لئے ہیں، جن میں قوم کو سنوارنے اور نیک بنانے کے لئے مختلف مضامین اور اکابر اولیاء اللہ کی سیرتیں پیش کی جاتی ہیں، یہ سب کیوں! اس لئے کہ دنیا میں نیکی کا بول بالا ہو یہ طریقہ بھی ٹھیک ہے۔، اور ہو سکتا ہے کسی کی اصلاح ہو جائے۔ لیکن ایک اور طریقہ ہے۔ جو بڑا مؤثر جاذب اور کامیاب ثابت ہوا ہے، وہ یہ کہ، وہ صوفیائے عظام جن کی زندگیاں قال اللہ وقال الرسول کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہیں، ان کی ایک نظر کرم سے دل کی دنیا بدل جایا کرتی ہے، ہدایت کے عام فیصلے ہونے لگتے ہیں، افراد کے قلوب اس طریقہ سے کچھ اس طرح مائل الی اللہ ہو جاتے ہیں، کہ جس سے معاشرہ سدھر جاتا ہے۔ نیکی پھیلنے لگتی ہے، دین کے چرچے ہوتے ہیں، لوگ جُڑ جُڑ کر ایک مرکز پہ آجاتے ہیں، اللہ والوں کو اپنا ہادی، راہنما، رہبر تصور کرتے ہوئے ان سے عقیدت والا رشتہ جوڑ کر پھر ادب، اطاعت سے اللہ کے دین کے حقائق ان پر کھل جاتے ہیں۔ اور وہ اعتصام باللہ کی ایک رسی میں بندھ کر صحیح راستہ پر گامزن ہو کر مقصد تخلیق کو پا لیتے ہیں، اور دنیا اس پر شاہد عدل ہے۔ تاریخ ان حقائق سے بھری پڑی ہے، آپ نے اکثر حضرت خواجہ غریب النواز اجمیری نور اللہ مرقدہ کا اسم گرامی سنا ہوگا۔ حضرت جب اجمیر تشریف لائے، تو وہاں ایک مسلمان بھی نہ تھا۔ ساری آبادی ہندوؤں کی تھی، وہاں کا راجہ پتھورا ہندو تھا، اللہ کے اس کامل ولی نے اس کفر گڑھ میں آکر ڈیرا لگایا، تو تھوڑے ہی عرصہ میں اجمیر کا نقشہ بدل گیا، لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے شروع ہو گئے، آپ نے نوے ہزار ہندوؤں کو کلمہ پڑھایا جب آپ اجمیر تشریف لائے تو ایک مسلمان بھی نہ تھا، لیکن جب دنیا سے جانے لگے تو آپ کے فیض یافتہ نوے ہزار کلمہ گو تھے، اس کے مقابلے میں ہمارے نیک ترین بادشاہ دین کا وہ اثر، نیکی کا وہ رنگ، لوگوں کے دلوں پر باوجود مادی طاقت کے نہ چڑھا سکے بلکہ شاہان مغلیہ میں سے بعض نے تو ایسی پالیسی اختیار کی کہ مسلمان اپنی جگہ پر خوش رہیں، اور ہندو اپنی جگہ پر دین کو ایک کھچڑی بنا کر عوام کے سامنے پیش کیا، دین کے رنگ میں یہ بے دینی، جس کی پشت پر ایک پوری سلطنت تھی، اس کی باطل طاقت کو بھی اللہ کے ایک ولی نے توڑا، اور دین کو اپنی اصلی شکل میں عوام کے سامنے پیش فرمایا، "واقعی" ع

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

یہ حقائق ہیں۔ کوئی تاریخی کہانیاں نہیں۔ یہ اب قریب کی بات ہے۔ کہ امام الاولیا حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ایک سندھی خدام الدین کی مسجد میں آیا، بڑا قوی ہیکل، بڑا بھاری جوان زار و قطار رونے لگا، یہاں کے دوستو نے کہا، بھائی اتنا کیوں روتے ہو، آخر ہم سبھی کو حضرت کی وفات پر افسوس ہے، لیکن موت سے کون بچ سکتا ہے، سب نے دنیا سے آخر جانا ہے تو وہ کہنے لگا، تمہیں کیا معلوم کہ میں کیوں رو رہا ہوں، آخر اس نے اپنا واقعہ بیان کیا، کہ میں سندھ کے فلاں علاقے کا باشندہ ہوں، میں قبل اس کے ایک نامی گرامی ڈاکو، رہزن، قاتل اور مشہور بدمعاش تھا، ایک پوری دنیا مجھ سے نالاں اور تنگ تھی۔ مگر میں بڑے بڑے پیروں کے پاس گیا، مگر ان سے مذاق کر کے آجاتا، آج سے چند سال پہلے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سندھ تشریف لے گئے۔ مجھے میرے ایک دوست نے کہا کہ آ تجھے ایک اللہ کا ولی بتاؤں، میں نے کہا چھوڑیئے میں نے بڑے ولی دیکھے ہیں۔ بہر حال وہ مجھے لے ہی آیا، بڑی دنیا بیٹھی تھی، میں بھی ایک طرف بیٹھ گیا حضرت کو دیکھتے ہی میری کیفیت بدل گئی، برائی کی نفرت اور طبیعت میں نیکی کی کشش میں نے محسوس کی، حضرت نے میرے ساتھ نہ کوئی بات کی، اور نہ کچھ پوچھا! اور یہ ہی میں نے اپنے حالات ظاہر کئے، بس صرف دیکھنے ہی سے میرے دل کی سیاہی دھل گئی، میں اسی وقت تمام گناہوں سے تائب ہوا۔ اور حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی، اس کے بعد آج تک الحمد للہ! میں اللہ تعالے کے فضل اور اس کی مدد سے ان تمام برائیوں سے محفوظ ہوں، آج میں اس لئے رو رہا ہوں کہ وہ رشد و ہدایت کا مینار

جس سے کئی مجھ جیسے گناہگاروں نے ہدایت حاصل کی ہوگی۔ آج وہ دنیا سے روپوش ہوگئے، رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ کاملۃ تو میرے دوستو! دیکھا آپ نے ایک اللہ کے ولی کا صرف دیدار ہی کرنے سے اللہ نے ہدایت دے دی یہ ایسا کیوں ہے کہ زمانہ کے چوٹی کے بدمعاش، اللہ کے باغی، انسانیت کے دشمن بربریت کی زندگی بسر کرنے والے بلکہ نعوذ باللہ جنہیں اللہ کی ذات سے نفرت ہوتی ہے، جب وہ اللہ والوں کے قدموں میں پہنچتے ہیں تو ان کی کایا پلٹ جاتی ہے، زندگی کے رُخ بدل جاتے ہیں۔ آخر ایسا کیوں! اللہ کے ان بندوں کے پاس وہ کونسی طاقت وہ کون سا ایٹم ہے کہ جس کے ذریعہ سے یہ ایسے ظالم درندوں کو جو کسی طاقت، کسی حکومت، کسی سزا کی پرواہ نہیں کرتے، جنہیں کوئی قانون برائی سے نہیں روک سکتا، وہ ان بزرگوں کی ایک نظر سے امن و عافیت کا پتلا بن جاتے ہیں، آخر ان کے پاس کیا ہے، تو میرے دوستو! ان کے پاس اللہ کا نام ہے، اللہ کے پاک نام میں اتنی برکت اتنی طاقت ہے۔ کہ اُجڑے دلوں کو بسا دیتا ہے، گمراہ قوموں کو راہِ راست پر لے آتا ہے خدا کے دشمنوں کو اللہ کا ولی بنا دیتا ہے۔ پست قوموں کو آسمانِ دنیا پر سورج کی طرح چمکاتا ہے، اللہ کے ذکر سے اونٹ چرانے والے قوموں کی باگیں موڑنے والے بن جاتے ہیں، اسی کو تصوف کہتے ہیں، آج بعض نادان قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ اللہ اللہ کرنا کیا چیز ہے؟ اس سے کیا ملتا ہے، حالانکہ سب کچھ اسی میں ہے، یہ لوگ در اصل تصوف کو سمجھتے نہیں۔ میرے دوستو! دنیا کا کوئی قانون، کوئی قاعدہ اور نہ ہی ظاہری علم ایسا کر سکتا ہے کہ انسانو کے دلوں کو نیکی کی طرف موڑے چنانچہ سرتاج الاولیا سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ صاحب ظاہری علوم کی تکمیل کرکے واپس گھر لوٹے تو حضرت نے انہیں باطنی علوم، تصوف پر مائل کرنے کی خاطر فرمایا، بیٹا، مسجد میں جاؤ، وہاں لوگ بیٹھے ہیں، ان کے سامنے اللہ کا دین بیان کرو، چنانچہ صاحبزادہ صاحب تشریف لے گئے، بڑی علمی تقریر فرمائی، بیش قیمت گوہر اور موتی بکھیرے، لیکن سامعین کے دلوں پر جوں تک نہ رینگی کوئی اثر نہ ہوا، صاحبزادہ صاحب واپس گھر تشریف لے گئے، حضرت نے پوچھا کیوں بچو، کچھ بیان کیا ہے۔ عرض کی! ابا جان، یہ لوگ بالکل جاہل۔ ناخواندہ ہیں، میں نے بڑے علوم و معارف کی باتیں بیان کیں، لیکن ان پر مجھے کوئی اثر محسوس نہ ہوا۔ معلوم ہوتا ہے بڑے بے حس اور کور باطن لوگ ہیں، فرمایا آؤ بیٹا میرے ساتھ چلو! چنانچہ حضرت خود اس مجمع میں تشریف لے گئے۔ صاحبزادہ صاحب کو پاس بٹھایا، خود لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا "بھائی رات کو ارادہ کیا تھا کہ صبح روزہ رکھوں گا، سحری کے لئے دودھ لاکر رکھا، کہ اسی کے ساتھ سحری کرلیں گے، لیکن سحری کو جو اُٹھ کر دیکھا کہ دودھ تو بلی پی چکی تھی میں نے کہا چلو! بلی نے اپنا کام کیا ہے اور مجھے اپنا کام کرنا ہے، میں نے یونہی روزہ رکھ لیا، بس حضرت نے اتنی سی بات فرمائی، پورا مجمع چیخ اٹھا، آہ و پکار سے مسجد گونج گئی، صاحبزادہ صاحب کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ بھی کوئی رونے کی بات ہے، میں نے اتنی تقریر کی، لیکن یہ ٹس سے مس نہ ہوئے، اور اباجان نے اتنی سی بات فرمائی اور یہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگ گئے ہیں، ہاں ضرور! کیوں نہ روتے،

ع۔ آنچہ از دل می خیزد بر دل مے ریزد

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

کہاں حضرت کے مبارک منہ سے نکلے ہوئے کلمات اور اُن کا اثر، اور کہاں ظاہری علم کے نکات و معارف، دل رابہ دل رہیست دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ اگر کہنے والا خود باعمل ہے۔ تو اس کی بات ضرور اثر کرے گی۔ اور یہ صرف اولیاء اللہ کا کام ہے اور آج بھی اگر نیکی پیدا ہوسکتی ہے، یا ہوگی! تو ان خانقاہوں سے جو اللہ اللہ کی ضربوں سے دلوں کی دنیا کو مسخر کئے ہوئے ہیں، اور بعض اوقات تو ایسا ہوتا ہے۔ کہ شیخ بیٹھا ہے مکہ میں اور مرید ہندوستان میں، اصلاح ہو رہی ہے، اس کو کہتے ہیں "توجہ" کہ شیخ ذکر کی حالت میں اپنا سر نیچے کرلیتا ہے، اور تصور کی دنیا میں مرید کی اصلاح لاکھوں میل پر کرتا ہے انشاء اللہ ہم تو سر جھکا کر اپنی آنتوں کو دیکھتے ہیں، اور اللہ کے بندے بڑی بڑی مسافتوں سے، میں نے عرض کیا ہے، شیخ مکہ مکرمہ میں اور مرید ہندوستان بیٹھا ہے۔ اصلاح ہو رہی ہے، حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے اکابر دیوبند کے سب سے بڑے شیخ ہیں، مکہ میں ہیں اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی سہارنپور، گنگوہ میں ہیں، نیز حاجی صاحب ایک جگہ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ اپنے مرید کی اصلاح درمیان میں کافی مسافت ہونے کے باوجود کرسکتا ہے، اگرچہ مرید کو محسوس نہ بھی ہو کہ یہ کس طرح میری اصلاح ہو رہی ہے، اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ بھی عین ممکن ہے کہ شیخ کو بھی پتہ نہ ہو! چونکہ رحمت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے، ظہور چاہے جس شکل میں اللہ تعالیٰ چاہیں، فرما دیں، جیسا کہ ایک شخص سویا ہوا ہے۔ اور شیخ اسے خواب میں آکر جگاتا ہے، اُٹھ بھائی نماز کا وقت ہے، اُٹھ کر دیکھا تو واقعی نماز کا وقت تھا، اگر سویا رہتا تو نماز رہ جاتی، یہ جگایا در اصل اللہ تعالیٰ نے لیکن شیخ کی شکل میں، اللہ کی رحمت، شیخ کی شکل میں ظاہر ہوئی، اس کی مثال میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو مجبور کیا گیا اور سارے راستے بند کردئے گئے۔ وَلَقد همت به وهم بها لولا ان رّا برهان ربه جب زلیخا نے قطعی فیصلہ کرلیا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کو کوئی راستہ نظر نہ آیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے برہان رب حضرت یعقوب علیہ السلام کا مثالی جسم حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا، تو وہ اس سے جان بچا کر بھاگ نکلے۔ حالانکہ یعقوب علیہ السلام کو پتہ بھی نہ تھا۔ اگر پتہ ہوتا۔ تو یوسف علیہ السلام کے فراق میں روتے کیوں؟ یہاں اللہ

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ

میں

درسِ قرآن

مرتبہ محمد عثمان غنی بی۔اے

منعقدہ ۲۷ نومبر ۱۹۶۶ء

سورۃ الاعراف رکوع ۱ - پارہ ۸

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؁
الٓمّٓصٓ ۚ کِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْکَ فَلَا یَکُنْ فِیْ صَدْرِکَ حَرَجٌ مِّنْہُ لِتُنْذِرَ بِہٖ وَ ذِکْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ ط قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ۝ وَکَمْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَا فَجَآءَھَا بَاْسُنَا بَیَاتًا اَوْ ھُمْ قَآئِلُوْنَ ۝ فَمَا کَانَ دَعْوٰىھُمْ اِذْ جَآءَھُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ ۝ فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْھِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ لا فَلَنَقُصَّنَّ عَلَیْھِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا کُنَّا غَآئِبِیْنَ ۝ وَالْوَزْنُ یَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ ج فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ بِمَا کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَظْلِمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ مَکَّنّٰکُمْ فِی الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَکُمْ فِیْھَا مَعَایِشَ ط قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ ۝ ع صدق اللہ العلی العظیم ۔

میرے محترم بھائیو، بزرگو اور دوستو! اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے آج ہم پھر قرآن مجید کے سننے اور سنانے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے اور اس مجلس کی جو روحانی برکات ہیں اللہ مجھے بھی اور آپ کو بھی نصیب فرمائے۔

جیسا کہ پہلے فیصلہ کیا گیا تھا کہ قرآن مجید کی ہر بڑی سورت کا پہلا رکوع اپنے ناقص علم کے مطابق آپ کے سامنے پیش کیا جائے گا اور اس کی تفصیل اور تشریح میں جو کچھ اللہ تعالےٰ نے سکھایا وہ پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس اعتبار سے آج سورت الاعراف کا پہلا رکوع پڑھا گیا۔

میرے بزرگو اور دوستو! قرآن مجید اللہ تعالےٰ کا کلام ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے وَنَزَّلْنٰہُ تَنْزِیْلًا ط (ہم نے قرآن مجید کو پوری ترتیب کے ساتھ اتارا ہے) یعنی قرآن مجید اللہ تعالےٰ کا کلام ہے۔ ہمارے عقیدے کے مطابق۔ تو ہم ناقص العقل بندوں کی جو باتیں ہوتی ہیں ان میں بھی ربط اور مناسبت ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کے کلام میں تو یقیناً ربط اور مناسبت ہے ——— ہر آیت کے درمیان ربط ہے بلکہ آیت کے ہر ہر لفظ کے درمیان ربط ہے۔ تلفظ جو ہوتا ہے اس میں بھی ربط ہے۔ سورتوں کے درمیان ربط اور جوڑ و مناسبت ہے۔ تو پہلی جو سورت الانعام ختم ہو چکی ہے اس میں اور سورت الاعراف میں ربط اور مناسبت کو پہلے سمجھ لیا جائے۔

میرے بھائیو! سورت الانعام کے آخر میں رب العالمین نے دو باتیں ارشاد فرمائیں۔ اِنَّ رَبَّکَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ صلے وَ اِنَّہٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ اے میرے نبی! (صلی اللہ تعالےٰ علیک وسلم) ان دنیا والوں کے سامنے میری دو صفتوں کو بیان کر دیجئے۔ اِنَّ رَبَّکَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ صلے بے شک تیرا رب بہت جلدی عذاب دینے والا ہے، بہت جلدی عذاب دینے پر قادر ہے۔ وَ اِنَّہٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ اور بے شک تیرا رب بخشنے والا بھی ہے اور مہربان بھی ہے۔ ان دو صفتوں کے بیان کرنے کا سورت الانعام کے آخر میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ——— میں پہلے بھی کسی درس میں عرض کر چکا ہوں عِقَاب عَقَبْ سے مشتق ہے عَقَبْ کہتے ہیں ایڑی کو۔ جس طرح انسان کی ایڑی انسان کے ساتھ بالکل ملی ہوئی ہے انسان جہاں جائے گا ایڑی تو پیچھے پیچھے لگی ہوئی ہے ایڑی انسان کے پاؤں سے جدا نہیں ہو سکتی۔ تو عِقَاب تفسیر کی اصطلاح میں اس عذاب کو کہا جاتا ہے جو دنیا ہی میں اللہ تعالےٰ کسی قوم کو اس کی نافرمانی پر دیتا ہے "عذاب" میں اور "عقاب" میں فرق ہے۔ عذاب کا لفظ عام ہے، دنیا میں عذاب دے اُسے بھی عذاب کہا جا سکتا ہے، ——— قیامت کا جو عذاب ہے اسے بھی عذاب کہہ سکتے ہیں، قبر کا جو عذاب ہے اُسے بھی عذاب کہہ سکتے ہیں لیکن عقاب کا لفظ قرآن مجید کی اصطلاح میں علمائے تفسیر کے نزدیک زیادہ طور پر اُن عذابوں پہ بولا جاتا ہے جو دنیا میں کسی قوم پر آئے۔

چونکہ سورت الانعام بھی مکّی تھی۔ سورتِ الاعراف بھی مکّی ہے تو اللہ تعالیٰ مکّے والوں کو خطاب فرماتے ہیں۔ کہ اے مکّے والو! تم یوں مت سمجھو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے دست و پا ہیں۔ حضورؐ کے پاس کوئی طاقت نہیں، آج حضورؐ کا نام لینے والا کوئی نہیں، یہ کیا ہمارا بگاڑ سکیں گے، محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جس اللہ تعالیٰ کی بات پیش کر رہے ہیں وہ اللہ سریع العقاب ہے، بہت سخت اور جلدی سزا دینے والا ہے۔ وہ دنیا میں بھی چاہے تو سزا دے سکتا ہے، انسانوں کے سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔

آپ غور فرما لیجئے اسی سورتِ مقدّسہ میں (سورتِ الاعراف میں) حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر موسیٰ علیہ السلام تک سب قوموں کے اجمالی حالات اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائے۔ ہمارے جو روحانی علماء ہیں (حقیقت میں "علماء" تو ہوتے ہی روحانی ہیں۔ جن کو علم کا جوہر پتہ ہو وہی عالم ہو سکتا ہے ——— باقی ہم لوگ تو بھائی ناقل ہیں۔ باتوں کو نقل کر دیتے ہیں۔ اللہ ہمیں بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے) تو انہوں نے اس پہ بحث کی ہے کہ آپ دیکھ لیجئے۔ حضرتِ نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک دنیا میں کتنی طاقتیں پیدا ہوئیں، کتنے ضابطے پیدا

ہوئے، کتنے نظریے پیدا ہوتے لیکن ہر نظریئے نے جب انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ٹکر لی تو وہ دنیا ہی میں پاش پاش کر دئیے گئے۔ قیامت کا عذاب تو باقی ہے (سَرِیْعُ الْعِقَابِ کے متعلق میں عرض کر رہا ہوں —— سَرِیْعُ الْعِقَابِ۔ اللہ تعالےٰ دنیا میں بھی جلدی عذاب دینے پر قادر ہے بلکہ دیتے ہیں۔ وہاں دیر نہیں لگتی۔

میرے دوستو! دیکھ لیجئے نوح علیہ السلام کے زمانے میں کیا تھا، بعض اولیاء کرام کے کہنے کے مطابق (میں انہی کی بات عرض کر رہا ہوں) نوح علیہ السلام کی قوم کو اس پر گھمنڈ تھا کہ نوحؑ کیا ہے؟ یہ تو ایک معمولی سا آدمی ہے اور یہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں یہ تو کچھ بھی نہیں ہیں، حقیر قسم کے لوگ ہیں۔ یہ ہمارا کیا مقابلہ کر سکتا ہے؟ ہم اکثریت میں ہیں، ہمارے پاس بڑی طاقت ہے ساری قوم ہمارے ساتھ ہے (قرآن مجید میں آتا ہے کہ نوح علیہ السلام پر صرف چند آدمی ایمان لائے تھے، لیکن قرآن ہی کی شہادت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اُن پر میرا عذاب دنیا میں آیا، قیامت کا عذاب باقی ہے۔ قرآن شہادت دیتا ہے کہ جب میرا عذاب دنیا میں آیا تو میں نے ساری کی ساری قوم نوح کو غرق نہیں کیا بلکہ اُس وقت کی ساری کی ساری کائنات انسانی کو عذاب کی لپیٹ میں دے دیا) سَرِیْعُ الْعِقَابِ ہوا یا نہ ہوا؟ تو دیکھیے قوم عاد۔ اِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا ط قوم عاد جو تھی یہ بہت بڑی صناع تھی، بہت بڑی کاریگر تھی، بڑی عقل و دانش والی بنتی تھی اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُھَا فِی الْبِلَادِ ۝ وَ ثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝ اللہ فرماتے ہیں، پہاڑوں کو تراشنے والے، بڑے کاریگر، عقل و دانش کے مالک، لیکن جب میرے دونوں نبیوں، حضرت صالح علیہ السلام قوم ثمود میں مبعوث ہوئے، حضرت ہود علیہ السلام قوم عاد میں مبعوث

ہوئے، ان دونوں قوموں نے اپنے نبیوں کی مخالفت کی تو قرآن ہی کو دیکھ لیں (سورت الحاقہ پڑھیں) اللہ فرماتے ہیں کہ آج دنیا میں ایک بھی اُن کی نسل کا انسان باقی نہیں۔ ایسا میں نے دونوں قوموں کو عذاب کی لپیٹ میں دیا کہ قوموں کی قومیں مٹ گئیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مقابلہ ہوا فرعون کا —— وہ فرعون جس کا یہ نعرہ تھا اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی میں سب سے اونچا تمہارا رب ہوں، تمہارا پالنے والا ہوں اور موسیٰ علیہ السلام سے بھی کہا۔ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰـهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّکَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ ۝ اے موسیٰ! اگر میرے سوا کسی اور کو خدا بنایا تو تجھے میں جیل میں ڈال دونگا موسیٰ علیہ السلام نے اس کا مقابلہ نہیں کیا بلکہ اللہ کی بات اُس کے سامنے پیش کی۔ آپ کے پاس طاقت نہیں تھی —— (مادی طاقت نہیں تھی، روحانی طاقت تو تھی) اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے موسیٰؑ! میں اس بات پر بھی قادر ہوں کہ میں بلا کسی سامان کے کسی کا بیڑا غرق کر دوں اس لئے تم دریا کو پار کرو۔ (بحیرۂ قلزم کو) تم دیکھوگے کہ میں فرعون کا بیڑہ غرق کر دوں گا۔ قرآن مجید میں پھر موجود ہے کہ فرعون کا بیڑا غرق ہوا اور موسیٰ علیہ السلام کامیاب ہو گئے۔

تو فرمایا کہ اِنَّ رَبَّکَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ ز صلے اے میرے حبیبؐ! تیرا رب سَرِیْعُ الْعِقَابِ ہے دنیا میں جس کو سزا دینا چاہے سزا دینے میں کوئی دیر نہیں لگتی۔ میرے ہاں اِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ط بس حکم ہو تو بات ہو جاتی ہے۔ رہا منصوبے بنانا، تجویزیں بنانا، تو یہ تو بھائی ہمارا کام ہے۔ ہم ناقص ہیں، رب العالمین تو خالق ہیں، مالک ہیں فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ۝ ہیں، اِنَّهٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ ہیں، تو سورت الانعام کے آخر میں (میں یہ ربط عرض کر رہا تھا لفظی طور پر) اللہ تعالےٰ نے اپنی دو صفتوں کو بیان فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ اے میرے حبیبؐ! ان سے کہہ دیجئے اِنَّ رَبَّکَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ ز صلے بیشک تیرا

رب دنیا میں بھی جلدی عذاب دینے پر قادر ہے۔ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ اور جس میں عملی کمزوریاں ہوں، عقیدے کا ٹھیک ہو اُس کی عملی کمزوریوں کو میں معاف کرتا ہوں۔ میں بخشنے والا ہوں، مجھے کوئی اپنے بندوں کے ساتھ ضد نہیں، آخر بندوں کو میں نے ہی تو بنایا، میں یہ جانتا ہوں کہ ان میں کتنی کمزوریاں ہیں۔ لیکن وہ کمزور انسان جو اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرے میرے سامنے اپنے گناہوں کے بخشوانے کی کوشش کرے تو میں اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہوں لیکن میرے مقابلے میں آ جاتے؟ تو پھر میں سَرِیْعُ الْعِقَابِ بھی ہوں۔ تو یہ مناسبت ہے میرے بزرگو سورت الانعام کے آخری حصے میں اور سورت الاعراف کے مضمونوں میں۔ (باقی آئندہ)

بقیہ :- ذکر کی اہمیت

کی رحمت باپ کی شکل میں ظاہر ہوئی، یہ کوئی حاضر، ناظر، یا غیب کا مسئلہ نہیں، بلکہ اسے صوفیا کی اصطلاح میں توجہ کہا جاتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ شیخ کی شکل میں مرید کی اصلاح فرماتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ جب ہے کہ پوری اطاعت ہو اور مرید کے دل میں محبت اور عقیدت پائی جائے،

لیکن آج یہ معاملہ بھی بیوپاری ہوگیا ہے پیر حضرات ایسے وظائف و عملیات کرتے ہیں، کہ لوگوں کی التفات میری طرف ہو زیادہ سے زیادہ مرید پھنس جائیں اور میری دکانداری چلتی رہے۔ نہ پیر اصلاح کی نیت سے بیعت کرتا ہے اور نہ مرید چاہتا ہے کہ میری اصلاح ہو، بہت کم ایسے لوگ ہیں جو اللہ کا نام محض اللہ کے لئے سکھاتے ہیں، یا سیکھتے ہیں، آج کے اس دور میں میرے وہ بوڑھے بزرگ نوجوان دوست اور میرے چھوٹے عزیز بھی خوش نصیب ہیں۔ جو اللہ کا ذکر کر لیتے ہیں یہ اللہ کا خاص احسان ہے۔ اس کو معمولی نہ سمجھا جائے، جن دوستوں کا کسی سے تعلق ہے تو وہ اپنے لطائف جاری رکھیں، اور باقی دوست بھی اللہ اللہ کیا کریں، اللہ کا نام لینے پر پابندی تو کوئی نہیں، اللہ تعالےٰ ہم سب سے راضی ہو!

قبلہ حضرت سرگودھوی نور اللہ مرقدہ کی بارگاہ علیا میں

(مولانا قاضی عبدالکریم، کلاچی)

(۷)

دعوت بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ

سچ کہنا کٹھن فریضہ سہی مگر مطلوب صرف اعلان حق ہی نہیں بلکہ یہ ہے کہ لوگ فائدہ اٹھا بھی سکیں گے یا نہیں بلکہ شرعاً مطلوب یہی ہے کہ اپنی طاقت کی حد تک ابلاغ حق کے ایسے ایسے طریقے اختیار کئے جائیں جن سے زیادہ سے زیادہ مخلوق خدا کو راہ راست پر لایا جا سکے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا مقاتلہ سے پہلے کفار کو اسلام کی دعوت دی جائے۔ فلان یہدی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ یدیک خیر لک۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر ان کو ہدایت فرما دے مما طلعت علیہ الشمس وغربت۔ "مبسوط سرخسی" تو یہ تمہارے لئے دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔ خود اپنی حق گوئی کا ڈنکا بجوانا مقصود نہ ہو تو بسا اوقات دوسروں کے دینی نفع کے لئے نرم کلامی بھی اختیار کرنی پڑتی ہے الاہم فالاہم کے اصول پر کاربند رہنے کے باعث ہر غلطی پر ہر حالت میں یکساں گرفت کرنا بھی ضروری نہیں ہوتا۔ مختلف فیہ مسائل میں دوسروں کو بھی اپنی تحقیق پر عمل کرنے کا حق دیا جاتا ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدث کبیر فقیہ بصیر محقق نے بھی ایصالِ ثواب کی بعض مختلف فیہ صورتوں کا ذکر کرنے کے بعد فیض الباری ص ۲۷۶ ج ۳ میں تحریر فرمایا ہے۔ لکنہ من دابی القدیم اذا ثبت التنوع فی المسألۃ الین الکلام واسلک مسلک الاغماض — یعنی میری عادت قدیمہ یہی ہے کہ جب ایک مسئلہ میں از روئے تحقیق اختلاف ہو جاتا ہے تو اس میں میں نرمی کرتا ہوں اور چشم پوشی سے کام لیتا ہوں —— مثلاً خود تو عمل میں احتیاط کیا لیکن دوسروں کے خلاف فتویٰ نہ دیا۔

اصلاح کا ایک واقعہ

اصلاح کا یہی طریقہ اللہ والوں کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ انہیں حق گوئی میں اپنی شہرت سے زیادہ گم کردہ راہ لوگوں کو راہ راست پر لے آنے سے عشق و محبت ہوتی ہے۔ ہمارے ایک مخدوم حضرت صاحبزادہ عبدالحلیم صاحبؒ فرمایا کرتے تھے۔ میں ایک شخص کو اپنے پیر سے بوجہ اس کے بدعقیدہ ہونے کے بیزار کرنا چاہتا تھا تو مجھے اس کی اصلاح میں کئی سال لگے۔ مقصد یہ تھا کہ ایک دم میں نے اس کے پیر کو گمراہ کہہ کر اس سے علیحدہ ہونے کے لئے نہیں کہا ورنہ میں اپنے مقصد میں بالکل ہی ناکام رہتا۔ ابتداء میں اس کے جائز کاموں کی تحسین بھی کر دی پھر کئی بار توریہ "ذو معنیین کلام" کرنے کی ضرورت بھی پیش آئی تا آنکہ اس بندۂ خدا کو راہ راست پر لے آنے میں میں کامیاب ہو گیا۔ اور وہ خود ہی اس کو چھوڑنے کے خواہشمند ہو گئے۔

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کا واقعہ

سنا ہے گنجیال حضرت مفتی صاحب سرگودھوی مرحوم ہی کی دعوت پر ایک دفعہ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تھے۔ علماء اور خواص کے ایک عظیم مجمع میں کسی صاحب نے جلالی انداز میں حضرت سے دریافت کیا — حضرت! ایک شخص قبر پر جا کر کہتا ہے قبر والا! مجھے بیٹا دے۔ آپ اس کو کیا کہیں گے؟ سائل کا خیال تھا کہ حضرت کا جواب یہی تو ہوگا کہ یہ شرک ہے اور کہنے والا مشرک ہو گیا لیکن اس کے خیال کے برعکس حضرت نے فرمایا۔ بھائی! میں اسے سمجھاؤں گا کہ بیٹا خدا دیتا ہے قبر والا نہیں دیتا۔ جلالی بزرگ نے کہا۔ حضرت وہ نہیں سمجھتا وہ پھر بھی قبر والے سے کہتا ہے مجھے بیٹا دو۔ حضرت نے فرمایا۔ بھائی! مسلمان ہے توحید کا قائل ہے سمجھانے سے کیسے نہیں سمجھے گا۔

جلالی بزرگ کا اصرار بڑھتا رہا۔ کہ وہ نہیں سمجھتا اور بار بار قبر والے سے بیٹا مانگتا ہے —— ہمارے ایک قابل قدر بھائی محترم حافظ محمد اسحٰق صاحب ٹانک والے فرماتے ہیں میں حاضر تھا حضرت شیخ الاسلامؒ نے آخر میں فرمایا تو یہی کہ "میں کہوں گا بھائی! ایسا نہ کہو یہ تو شرک کا کلمہ ہے"۔ یہ ہے ان بزرگوں کا اصلاحی طرز عمل جو صرف اپنی ہی محدود مخالفتوں کی عینک سے دیکھنے کے عادی نہیں بلکہ ان کا ہاتھ اصلاحِ عالم کی نبض پر رہتا ہے —— فجزاءھم اللہ تعالےٰ احسن الجزاء۔

مرحوم و مغفور حضرت سرگودھویؒ بھی اسی چشمۂ صافی کے جرعہ نوش تھے۔ آپ نے فرمایا ایک دفعہ مجھے ایک جلالی بزرگ نے کہا۔ مولوی صاحب توحید کا وعظ کیا کریں بہت ضروری ہے لوگ شرک میں مبتلا ہوتے جاتے ہیں — فرماتے ہیں میں نے جواب میں عرض کیا۔ حضرت آپ کی دعا سے توحید ہی بیان کی جاتی ہے۔ انہوں نے پھر فرمایا اور غالباً کئی دفعہ سوال و جواب کے بعد کہ —— مولوی صاحب کیا وجہ ہے ہم توحید کا وعظ کہتے ہیں تو لوگ مارنے کو دوڑتے ہیں اور آپ کے تو اسی طرح ہاتھ چومے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں جب موصوف نے میرے مختصر اور اجمالی جواب پر اکتفا نہ فرمایا تو مجھے بھی کھل کر یہ کہنا پڑا کہ:۔

"حضرت! آپ ناراض نہ ہوں اس فرق کی وجہ یہ نہیں کہ آپ توحید بیان کرتے ہیں اور ہم دین کی اس بنیاد کو چھپائے بیٹھے ہیں بلکہ وجہ یہ ہے کہ آپ کے اور ہمارے طرزِ بیان میں فرق ہے وضاحت کے لئے ایک مثال عرض ہے اور وہ یہ کہ آپ فرض کریں میرے سامنے ایک نوجوان بیٹھا ہے اس کا باپ بھی وہاں موجود ہے اور ایک تیسرا شخص جو اس نوجوان کو جانتا ہے مگر بوڑھے میاں سے واقف نہیں — اسی

سفید ریش بزرگ کا تعارف چاہتے ہیں۔ اب اسے جواب دینے کے دو طرز ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ تعارف کراتے ہوئے میں کہہ دوں یہ اس نوجوان کے والد صاحب ہیں۔ دوسرا یہ کہ اسی مفہوم کو اس طرح ادا کر دوں کہ یہ اس نوجوان کی والدہ کے شوہر ہیں۔ مآل دونوں کا ایک ہے لیکن دوسرے جواب سے نوجوان غصہ ہو کر لڑائی پر تیار ہو جائے گا اور پہلے جواب سے نہ صرف یہ کہ مطمئن ہوگا بلکہ ممنون اور زیر احسان بھی۔ فرمایا ہمارے وعظ میں توحید کا بیان والد صاحب کے عنوان سے ہوتا ہے اور جن سے اللہ کو ایک ماننے والے مسلمان لڑنے لگتے ہیں ـــــ بہرحال دعوت کی کامیابی حکمت اور موعظہ حسنہ ہی پر موقوف ہے اللہ تعالےٰ اپنے دین کی صحیح تبلیغ کرنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ اور صراط مستقیم کو چھوڑ کر طرفین غلظت خشونت اور مداہنت کے دونوں گڑھوں سے محفوظ رکھیں۔

ملفوظات اللہ والوں کی سب باتیں یاد کرنے کی ہی ہوتی ہیں اور ہو سکتا ہے حضرت کے خصوصی مستفیدین نے انہیں محفوظ رکھا بھی ہو مگر اپنی تو سہ سالہ حاضری کم عمری اور طالب علمانہ لاابالیوں میں گذری اس کے بعد حضوری بہت کم اور دُوری بہت زیادہ رہی اور موقعہ مل جاتا تو بھی ع

مزاج تو از حال طفلی نگشت

دیکھتے دیکھتے کتنے اللہ والوں کو کھو بیٹھے ہیں جن کے ذکر خیر سے بھی ایمان تازہ ہوتا ہے اور کئی ایک رشد و ہدایت کے شمس و قمر اور خیر و فلاح کے روشن مینار ہیں جن سے اب بھی اپنی بگڑی بنائی جا سکتی ہے اور نفس امارہ کی سرکشیوں سے نجات کے لئے ان سے مدد لی جا سکتی ہے۔

مگر ان سے مستفید ہونے کے لئے جس سعادت اور خوش نصیبی کی ضرورت ہے حال طفل کا مزاج اس میں بہت بڑی رکاوٹ ہے اپنی بے ہمتی کو دیکھتے ہوئے والد ماجد رحمہ اللہ تعالےٰ کی پسند کا یہ شعر یاد آتا ہے کہ:

ما خود بگرد دامن مردے نمی رسیم
شاید کہ گرد دامن مردے بما رسد

حضرت والد مرحوم و مغفور کے آخری لمحات اور بعدِ ممات کے کثیر اور مختلف مبشرات اور اکابر اہل اللہ کے مکشوفات سے تو یہ یقین ہو رہا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ تک دامن مردے کا گرد انشاء اللہ پہنچا ہی دیا ہے کیا عجب ان کے طفیل میں ہم تک بھی دامن مردے کا گرد پہنچ کر بیڑا پار ہو جائے۔ آمین یا رب العالمین ـــــ بہرحال حضرت الاستاد مرحوم و مغفور کی بھی اکثر باتیں الہامی اور قابل یاد ہوتی تھیں مگر اپنا قصور علم و فہم کہ حافظہ سے اتر گئیں۔ چند ہی ملفوظات پیش خدمت ہیں امید ہے ناظرین کے لئے انشاء اللہ فائدہ بخش ہوں گے۔

۱۔ ایک مجلس میں فرمایا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ قطب وقت تھے ایک دفعہ ان کے گھر میں سخت تکلیف ہوئی آپ بھی بہت پریشان ہوتے۔ گڑگڑا کر دعائیں کیں۔ بڑے بڑے مستجاب الدعوات بزرگوں سے دعائیں کرائیں، صدقہ و خیرات کا وسیلہ پکڑا گیا۔ علاج و معالجہ میں بھی کسر اٹھا نہیں رکھی مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی "جب نہ کرے حبیب کیا کرے گا طبیب" کچھ افاقہ بھی نہ ہوا۔ بڑی دیر کے بعد مکشوف ہوا فلاں بیت الخلاء کی گندی نالی میں ایک مکھی مکڑی کے پنجے میں گرفتار ہے اسے چھڑا لاؤ تو تکلیف ختم ہو جائے گی۔ قطب وقت وہاں پہنچے بڑی احتیاط سے لکڑی اٹھائی اور خدا خدا کر کے مکھی کے چھڑانے میں کامیاب ہوئے۔ آپ وہاں سے نکلے ہی تھے کہ باندی دوڑتی ہوئی خوشخبری لائی کہ الحمد للہ تکلیف رفع ہوگئی واقعہ میں بڑی عبرتیں ہیں۔ مثلاً کسی وقت دعا حسب منشا قبول نہ ہو تو یہ دلیلِ مردودیت نہیں۔ ادنیٰ مخلوقِ خدا سے ہمدردی بھی معمولی چیز نہیں۔ وغیرہ ذالک۔

۲۔ سال ڈیڑھ سال ادھر کی بات ہوگی سرگودھا حاضری ہوئی شرفِ زیارت نصیب ہوا۔ آپ بیماری کے حملہ وغیرہ کے باعث کافی ضعف و نقاہت محسوس فرما رہے تھے۔ عشاء کے بعد چارپائی پر لیٹے لیٹے حسب عادت نہایت مشفقانہ انداز میں فرمایا آپ کو ایک عجیب دعا سناؤں۔ اتنی عجیب کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سن کر دعا پڑھنے والے کو انعام میں سونا عطا فرمایا۔

پھر اپنی صحتِ ادا کے مخصوص طرز سے دعا سنائی۔ دعا یہ ہے جسے علّامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے خزائن الاسرار ص۴۳ میں نقل فرمایا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِاَعْرَابِیٍّ وَھُوَ یَدْعُوْ فِیْ صَلَاتِہٖ وَیَقُوْلُ یَا مَنْ لَّا تَرَاہُ الْعُیُوْنُ وَلَا تُخَالِطُہُ الظُّنُوْنُ وَلَا یَصِفُہُ الْوَاصِفُوْنَ وَلَا تُغَیِّرُہُ الْحَوَادِثُ وَلَا یَخْشَی الدَّوَائِرَ یَعْلَمُ مَثَاقِیْلَ الْجِبَالِ وَمَکَائِیْلَ الْبِحَارِ وَعَدَدَ قَطْرِ الْاَمْطَارِ وَعَدَدَ وَرَقِ الْاَشْجَارِ وَعَدَدَ مَا اَظْلَمَ عَلَیْہِ اللَّیْلُ وَاَشْرَقَ عَلَیْہِ النَّھَارُ وَلَا تُوَارِیْ مِنْہُ سَمَاءٌ سَمَاءً وَلَا اَرْضٌ اَرْضًا وَلَا بَحْرٌ اِلَّا یَعْلَمُ مَا فِیْ قَعْرِہٖ وَلَا جَبَلٌ اِلَّا یَعْلَمُ مَا فِیْ وَعْرِہٖ اِجْعَلْ خَیْرَ عُمْرِیْ اٰخِرَہٗ وَخَیْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِمَہٗ وَخَیْرَ اَیَّامِیْ یَوْمَ اَلْقَاکَ فِیْہِ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی دیہاتی پر گذرے وہ نماز میں یہ دعا مانگ رہے تھے۔ "اے وہ ذات جسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں، جس تک ہمارا وہم و گمان نہیں پہنچ سکتا، صفت کرنے والے جس کی صفت سے قاصر ہیں، جسے حوادثات نہیں بدل سکتے، جسے کسی مصیبت کا خوف نہیں جو پہاڑوں کے مقدار اور سمندروں کے پیمانوں کو جانتا ہے، اور جو بارش کی بوندوں، درختوں کے پتوں اور رات نے جس جس چیز کو اپنی تاریکی میں چھپایا اور دن نے جس جس چیز پر روشنی ڈالی سب کی تعداد کو جانتا ہے اور جس سے کوئی آسمان دوسرا آسمان اور کوئی زمین دوسری زمین کو چھپا نہیں سکتی، کوئی سمندر نہیں جس کی گہرائی اور کوئی پہاڑ نہیں جس کی کھدائی تو نہیں جانتا۔ بنا دے میری عمر کی آخری گھڑی کو بہتر اور میرے اعمال کا آخری عمل نیک اور جس دن تجھ سے ملوں

اس دن کو سب دنوں میں مبارک۔

فوکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاعرابی رجلا فقال اذا فرغ من صلوٰته فاتنی به فلما قضی صلوٰته اتاه به وکان قد اهدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذهب من بعض المعادن فلما اتی الاعرابی وهب له الذهب وقال ممن انت یا اعرابی قال من بنی عامر بن صعصعه فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هل تدری لم وهبت لک هذا الذهب قال للرحم التی بیننا وبینک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال صلی اللہ علیہ وسلم ان للرحم حقا ولکن وهبت لک الذهب لحسن ثناءک علی اللہ عزّ وجل۔

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا تم انتظار کرو اور جب یہ دیہاتی نماز سے فارغ ہو جائے تو اسے میرے پاس لے آؤ۔ دیہاتی نے نماز پڑھی تو اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ہدیہ کے کچھ سونا ملا ہوا تھا۔ اعرابی حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا اٹھا کر اسے دے دیا اور پوچھا تم کون ہو دیہاتی نے عرض کیا ہیں قبیلہ بنی عامر بن صعصعہ کا ایک شخص ہوں۔ آپ نے نے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ میں نے یہ سونا تمہیں کیوں عطا کیا؟ اس نے کہا حضرت! اس لئے کہ آپ کے اور ہمارے درمیان قرابت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرابت کا واقعی حق ہے لیکن یہ سونا میں نے اس لئے دیا کہ تو نے میرے خالق کی بڑی اچھی تعریف کی۔ اس سے میرا دل خوش ہوا اور میں نے تجھے انعام دیدیا۔

حضرت الاستاذؒ نے روایت کی پوری عبارت نہایت ذوق و شوق سے سنا کر فرمایا۔ سبحان اللہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اعرابی کے منہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حسن ثناء سے اتنی لذت آئی کہ اسے سونا عطا فرمایا اور تفصیل سے بتا دیا کہ میں نے یہ انعام اس لئے دیا لحسن ثناءک علی اللہ عزّ وجلّ ۔۔۔ ناظرین کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انعام لینا ہو تو صبح و شام اس دعا کو نہ چھوڑیں اور ساتھ ہی اس ناکارہ اور حضرت الاستاذ اور میرے والدین کو بھی شریک دعا فرما لیا کریں۔ واجرکم علی اللہ۔

۳۔ غالباً دو چار سال کی بات ہے صاحبزدگان گرامی کی تقریب شادی پر حاضری کا موقع نصیب ہوا۔ بڑے صاحبزادے اور موجودہ جانشین حضرت مولانا احمد سعید صاحب مدظلہ کے متعلق فرمایا گھر کے انتظامی معاملات میں مجھ سے خوب جھگڑتے ہیں اور مدلل اختلاف کرتے ہیں از روئے خوشی فرمایا لیکن جب ان کی رائے کے خلاف بھی عمل درآمد کرتا ہوں تو بھی بلا کسی انقباض کے اس کی تکمیل میں پوری تندہی سے لگ جاتے ہیں ۔۔۔ فرمایا اس قسم کا اختلاف خلاف ادب نہیں اور اس لئے اس طرح کی مخالفت سے بڑوں کو کوئی تکدر بھی نہیں ہوتا۔

پھر استشہاداً سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ بابت جنازہ رئیس المنافقین کا ذکر فرمایا کہ اولاً تو آگے نکل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ سے پکڑنے کی جرأت کی اور بڑے تعجب سے کہا حضرت کیا اس منافق کا جنازہ بھی آپ پڑھائیں گے جس نے مسلمانوں کو فلاں فلاں قسم کی تکلیفیں پہنچائیں اور کیا اسے بھی اللہ تعالیٰ آپ کے استغفار سے معاف کر دیں گے لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مشورہ کو قبول نہیں فرمایا اور جنازہ پڑھانے لگے تو مکمل تعمیل سے پیچھے ہٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں خود بھی اس کا جنازہ پڑھا۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: اسلام اور نظام معیشت

نیز مساوات کے مدعیوں اور تفاوت کے شاکیوں سے سوال یہ ہے کہ مال کیسے کمایا جائے اور کون کماتا ہے۔ سو جواب یہ ہے کہ مال قوتِ فکر اور قوتِ عمل سے حاصل کیا جاتا ہے۔ مزدور محنت اور قوتِ عمل سے، دفتری ملازم دماغی اور فکری طاقت سے، تو قوتِ کاسبہ علم اور عمل ہے اور مال اسی قوت فکری اور بدنی کا نتیجہ ہے اور ان دونوں قوتوں میں تفاوت اور فرق فطرۃً موجود ہے لہٰذا ان کے اثر اور نتیجہ میں بھی تفاوت کا وجود ضروری ہے کمیونزم تفاوت دشمنی پر قائم ہے حالانکہ نظام عالم تفاوت پر قائم ہے ۔۔۔ اگر سب مساوی ہوں تو ایک دوسرے کا کام کون کرے گا۔ حجام کو حجامت کے لئے کہو تو وہ کہے گا کہ تم میری حجامت بناؤ۔ کیونکہ مساوات ہے، دھوبی کو کپڑے دھونے کو کہو وہ کہے گا تم میرے کپڑے صاف کرو کیونکہ مساوات ہے۔ اگر مصنوعی مساوات پیدا کرو بھی تو فطری تفاوت پھر عود کرتا ہے کہ انسانی تمدن کی روح احتیاج ہے جسے قرآن نے لیتخذ بعضهم بعضاً سخریا میں پیش کیا۔ امیر اور سرمایہ دار کو فرعون نہیں بننے دیا۔ پیسے والے کو عمل کا محتاج بنایا اور عامل کو پیسے کا حاجتمند بنایا کہ دو طرفہ احتیاج تمدن قائم کرتی ہے غنا کسی طرف بھی نہیں دونوں طرف حاجت ہے اور پھر بعض کی تعیین نہیں فرمائی کہ کسی میں غرور پیدا نہ ہو۔ علامہ بیضاویؒ فرماتے ہیں۔

لیستعمل بعضکم بعضاً فی حوائجهم لیحصل التألف والنظام تاکہ بعض بعض سے اپنا کام لیں جس سے باہم تمدن و ربط پیدا ہو۔ غرض معلوم ہوا کہ مصنوعی مساوات بھی غیر قانونی اور غیر فطری ہے تو ایک اسلامی نظام ہی ایسا نظام ثابت ہوا جو فطری تقاضوں کو پورا کرتا ہے اور فطری کہلانے کا مستحق ہے۔

اب میں ختم کرتا ہوں۔ آپ نے خیر المدارس کے جلسہ کے طفیل بہت سی دینی باتیں سنیں اور معلوم کیں اور دینی معلومات ہمیشہ ان دینی اداروں کے ذریعہ ہی سے آپ کو حاصل ہوتی ہیں۔

ایک عیسائی اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ان مدارس کو معمولی نہ سمجھو، یہاں دین کے پہلوان تیار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دینی اداروں کو ہر طرح کی آفتوں سے محفوظ فرمائیں۔ اور قائم و دائم رکھیں۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

اطلاعات و اعلانات

درسِ قرآن

مورخہ ۶ مئی بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد نہروالی گنج مغلپورہ میں درسِ قرآن دیں گے۔ (ناظم انجمن)

دعاءِ مغفرت

حکیم عبدالکریم صاحب باغبانپورہ (دہلی والے) کی اہلیہ محترمہ جمعرات کے دن چند ماہ بیمار رہ کر راہیٔ ملک بقا ہوگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قارئین کرام مرحومہ کے لئے دعاء مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے ایصالِ ثواب فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

●

یہ خبر جماعتی حلقوں میں دلی افسوس کے ساتھ سنی جائیگی کہ محترم حافظ اقبال احمد صاحب سکنہ کرشن نگر لاہور کے والد محترم امداد حسین صاحب اتوار کے دن ۱۶ اپریل ۱۹۶۷ء کو دو ماہ تک بیمار رہنے کے بعد اللہ کو پیارے ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون ـــــ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ مرحوم کے لئے ایصال ثواب فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

دعاءِ صحت

نیز الدین برادر فرید الدین سلہٹی مشرقی بنگال ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ قارئین کرام سے استدعا ہے کہ بارگاہ رب العزت میں خشوع و خضوع کے ساتھ دعا فرمائیں کہ وہ موصوف کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے

مرزائیت سے توبہ

میں مستری محمد شریف ولد امام دین سکنہ چک ۳۵ جنوبی ضلع سرگودھا مرزائیت سے توبہ کا اعلان کرتا ہوں۔ رات مولانا منظور احمد صاحب فاتح ربوہ کی مفصل مدلل تقریر سن کر میرے تمام شبہات دور ہوگئے ہیں اور میں سمجھ چکا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا ہے ایسا شخص نبی مہدی اور مسیح موعود نہیں ہو سکتا میں سچے دل سے مولانا موصوف کے ہاتھ پر مرزائیت سے توبہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول فرمائے آمین ثم آمین آئندہ سے میرا مرزائی جماعت سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں میں مرزا غلام احمد قادیانی کو جس نے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسیح موعود و نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے جھوٹا اور اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔

محمد شریف بقلم خود

دستخط گواہان:۔ چوہدری علی اکبر نمبردار و چوہدری عطاء اللہ سکنہ چک ۳۵ جنوبی سرگودھا۔ علی محمد نمبردار چک ۵۶ جنوبی

جامعہ حمیدیہ ہائی سکول سرائے مغل ضلع لاہور کا سنگ بنیاد

لاہور ۱۶ اپریل بروز اتوار گیارہ بجے دوپہر حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور نے مشہور اقامتی درسگاہ جامعہ حمیدیہ کے حصہ ہائی سکول کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا اب تک یہ ادارہ صرف مڈل کے درجہ تک تھا۔ حصہ ہائی کی منظوری محکمہ تعلیم نے اسی سال دی ہے اس مبارک تقریب پر علاقے کے لوگوں کے علاوہ بہت سے نامور علما اور با اثر حضرات بھی موجود تھے۔ ان میں حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب امیر انجمن خدام الدین حضرت مولانا عبیداللہ صاحب مہتمم جامعہ اشرفیہ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی۔ مولانا محمد اجمل صاحب شیخ محمد یوسف صاحب سیٹھی حکیم محمود احمد صاحب ظفر۔ صوفی عبدالحمید خاں صاحب سابق وزیر خوراک۔ پروفیسر حاجی فضل احمد صاحب سی۔ ٹی کالج سید مشتاق حسین صاحب بخاری کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

(مولانا) محمد اکرم مینیجر جامعہ حمیدیہ ہائی سکول معرفت ہول انجنیرنگ کمپنی ملتان روڈ لاہور

جامعہ ربانیہ کا افتتاح

۱۲ اپریل سے تعلیم شروع ہوگئی ہے۔

ملتان۔ آج یہاں معصوم شاہ روڈ پر جامعہ ربانیہ کا افتتاح کرتے ہوئے حضرت مولانا خیر محمد صاحب مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان شہر نے بتایا کہ تعلیم اس لئے حاصل کی جاتی ہے کہ اللہ کی رضا اور قرب حاصل کیا جائے، دین کی اشاعت اور تبلیغ کی جائے۔ مولانا نے کہا کہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اسلامی علوم کی ترویج و اشاعت میں نمایاں حصہ لیں۔ مولانا نے جامعہ ربانیہ کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی اور جامعہ کے رجسٹر میں رائے عالیہ ان الفاظ میں درج فرمائی:۔

اما بعد آج یکم محرم الحرام ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۲ اپریل بروز بدھ یہاں آنا ہوا اور چند احباب کی معیت میں مدرسہ جامعہ ربانیہ کا افتتاح کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اسم بامسمیٰ کرے اور دین و دنیا میں حسب منشا خداوندی اس کو معمور کرے اور جملہ مسلمین اور صغائر و کبائر کے لئے اس کو نافع و مفید بنائے (دستخط حضرت مولانا)

نوٹ: داخلہ وسط مئی تک جاری رہے گا۔

محمد یعقوب شیخ ناظم جامعہ ربانیہ ملتان

مکتبۂ احرار الاسلام ملتان

۱۔ مکتبہ احرار الاسلام (ملتان) دو سال سے جاری کردہ اپنی ایک مفید امدادی سکیم کے مطابق "وفاق المدارس" پاکستان کے سند یافتہ فضلاء کو اپنی چند درسی، غیر درسی، علمی، ادبی اور تحقیقی مطبوعات بلا قیمت مہیا کر رہا ہے۔ چنانچہ اس سال کے لئے بھی تقسیم کتب کا سلسلہ شروع ہے لہٰذا

۲۔ گذشتہ تین سال میں جو نوجوان علماء وفاق کے امتحان میں اعلیٰ نمبروں پر کامیاب ہو چکے ہیں اُن میں سے سردست بیس حضرات اپنے انعامی نمبر وفاق سے حاصل شدہ سندات کے نمبر ولدیت سمیت اپنے مکمل نام اور پتے اور مبلغ ۲ روپے محصول ڈاک بہلی فرصت میں ناظم مکتبہ احرار الاسلام ملتان کے نام ارسال کر دیں۔ نیز اگر کوئی صاحب سید اور ہاشمی یا مستحق زکوٰۃ ہوں تو اس کی بھی تصریح فرما دیں۔

۳۔ مذکورہ معلومات اور محصولات بھیجنے والے فارغ التحصیل عالم کو ایک ایک سیٹ مہیا کیا جاتا ہے گا جو گیارہ کتب و رسائل پر مشتمل ـــــ اور ہر ایک کی قیمت تقریباً ۲۸ روپے ہے۔ ۲۸/-

۴۔ خواہشمند فضلاء جلدی متوجہ ہو کر یہ قابل قدر علمی ذخیرہ حاصل کریں ورنہ پھر سال نو کی تقسیم تک منتظر رہنا پڑے گا۔

عنوان مراسلہ:۔ نبیرگان امیر شریعت سید ابو سفیان محمد معاویہ بخاری و سید ابو عثمان محمد مغیرہ بخاری مکتبہ احرار الاسلام کاشانہ معاویہ ۲۳۲ کوٹ تغلق شاہ ملتان شہر۔

اظہار تشکر

استاد القراء مولانا قاری فضل کریم صاحب مہتمم مدرسہ تجوید القرآن کوچہ کندیگراں موتی بازار لاہور اُن تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اُن کی بیماری کے دوران بارگاہ رب العزت میں دعائیں کیں یا قاری صاحب کی عیادت و مزاج پرسی کی یا خطوط وغیرہ سے حال معلوم کیا۔ اب قاری صاحب بحمداللہ تعالیٰ حضرات کی دعاؤں سے صحت یاب ہوگئے ہیں لیکن کمزوری تاحال باقی ہے۔ احباب دعاؤں کا سلسلہ بدستور جاری رکھیں۔

ایجنٹوں کی ضرورت

پاکستان کے ہر بڑے شہر میں خدام الدین کو ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ ایجنسی لینے کے خواہشمند حضرات فوراً ادارے کو لکھیں۔ اس ضمن میں یہ بات مدنظر رہے۔ کہ ایجنٹ حضرات کو واجبات کی ادائیگی بلا تاخیر ماہ بماہ کرنی ہوگی

مینیجر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

خدام الدین کا تازہ پرچہ

اوکاڑہ میں جناب مولوی علی محمد نذیر احمد گول چوک۔ بہاولپور میں مولوی عبدالتواب صاحب چوک بازار منڈی بورے والا میں جناب رشید احمد صاحب نیوز ایجنٹ۔ بھکر میں حافظ غلام رسول صاحب نابینا بنوں میں مولوی عبدالقیوم صاحب امام مسجد شیخ نواز خان محلہ نیلگراں سے حاصل کریں۔

حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ العالی

شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

از خامہ۔ اکرم دہلوی
مرسلہ:۔ مولوی جمیل احمد صاحب میواتی

قسط سوم

مسلمانوں کی تباہی کا علاج

اس زمانہ کا مسلمان اپنی مصیبت اور تباہی پر شور مچاتا رہتا ہے لیکن آج تک اس سادہ لوح نے اس کے اسباب اور علاج کی طرف توجہ کرنے کی زحمت گوارا نہ کی خدا سے یہ کہنے کے لئے تیار ہے کہ

؎ حق پرستوں کی اگر کی تو نے دلجوئی نہیں
طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

لیکن یہ حق پرست اپنے اعمال کا محاسبہ کرنے کے لئے تیار نہیں۔ محاسبہ تو درکنار اس کے نزدیک تو اسلام کا تمسخر ترقی پسندی اور روشن خیالی کا ثبوت ہے۔ حضرت شیخ ان تمام حالات پر کڑھتے ہیں۔ اور مسلم معاشرہ کی خرابیوں اور کمزوریوں کی نشاندہی فرما کر ان کا علاج تحریر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

دین و دنیا کی بہبود رسول اللہ صلعم کے اتباع ہی میں مضمر و منحصر ہے۔ مگر جب ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو دقیانوسیت اور ان کی سنتوں پر مرمٹنے کو تنگ نظری سمجھیں۔ تو آخرت کا جو حشر ہونے والا ہے وہ ظاہر ہے اور دنیا کا جو ہو رہا ہے وہ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں...... اللہ جل جلالہٗ نے صاف اور کھلے الفاظ میں ارشاد فرمایا۔ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔۔۔ جو کچھ مصیبت تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی اعمال کی بدولت پہنچتی ہے اور ہر گناہ پر تو پہنچتی بھی نہیں۔ بلکہ بہت سے گناہ تو اللہ تعالےٰ معاف فرما دیتے ہیں۔ اور اگر وہ ہر گناہ پر دنیا میں گرفت کرنے لگیں تو تم زمین میں کسی جگہ بھی پناہ لے کر اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور اللہ کے سوا کوئی حامی اور مددگار نہیں۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:۔
ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ

بر و بحر میں لوگوں کے اعمال کی بدولت فساد پھیل رہا ہے۔ مصیبتیں، قحط اور زلزلے وغیرہ نازل ہو رہے ہیں۔۔۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اُن کے بعض اعمال کی سزا کا مزہ ان کو چکھا دے۔ شاید کہ وہ اپنے افعال سے باز آجائیں۔۔۔

پہلی آیت کی تقریر کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ اے علیؓ جو کچھ بھی تجھے پہنچے۔ مرض ہو یا کسی قسم کا عذاب یا دنیا کی کوئی مصیبت ہو وہ اپنے ہی ہاتھوں کی کمائی ہے۔ حضرت حسن فرماتے ہیں۔ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کسی لکڑی کی خراش یا کسی رگ کا حرکت کرنا۔ قدم کی لغزش یا پتھر کا کہیں سے لگ جانا۔ جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ کسی گناہ کی وجہ سے ہوتا ہے ان آیات و احادیث میں ایک ضابطہ ارشاد فرمایا گیا ہے اور ان حوادث و آفات کا ایک خاص سبب بیان کیا گیا ہے اور وہ سبب اس قدر قوی ہے کہ اس کے زہریلے اثرات میں بسا اوقات وہ لوگ بھی گرفتار ہو جاتے ہیں۔ جو ان معاصی میں مبتلا نہیں........ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ایک مرتبہ کسی آبادی کے الٹ دینے کا حکم فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اس آبادی میں فلاں بندہ ایسا ہے جس نے کسی وقت بھی تیری نافرمانی نہیں کی ارشاد ہوا کہ یہ صحیح ہے مگر میری (نافرمانیوں کی) وجہ سے کبھی اس کی پیشانی پر بل بھی نہ پڑا یعنی اگر برائیوں اور نافرمانیوں کے روکنے پر قدرت نہ ہو۔ تو پھر کم از کم ان کو دیکھ کر رنج تو ہو۔ اب ہم لوگ اپنے خیالات کو دونوں قسم کے ارشادات پر جانچ لیں کہ کس قدر معاصی اور گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں اور سابقہ آیات و احادیث کی بنا پر کتنے حوادث اور عذاب ہم پر مسلط ہونے چاہئیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنے اعمال کو چھوڑ کر اللہ کی کتنی نافرمانیاں ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں اور اور پھر کتنا اضطراب اور بےچینی ہم کو ان کے دیکھنے سے ہوتی ہے؟ ایسی حالت میں کیا تو ہماری پریشانیاں دور ہوں۔ اور کیا ہماری دعائیں قبول ہوں! یہ تو اللہ کی رحمت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت اور ان کی مقبول دعاؤں کی برکت ہے کہ سب کے سب ہلاک نہیں ہو جاتے ہمارے حالات یہ ہیں کہ ہر معصیت ہمارے یہاں قابل فخر اور ہر بددینی ہی ترقی کا راستہ ہے ہر کفریات بکنے والا روشن خیال ہے اور اگر کوئی شخص اس پر نکیر دے یا کرنا چاہے تو وہ گردن زدنی ہے کٹ ملّا ہے۔ دنیا کے حالات اور ضروریات زمانہ سے بے خبر ہے ترقی کا دشمن ہے۔ اور اس کی راہ میں روڑے اٹکانے والا ہے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا......

ہم حکومت کے مظالم کا رونا ہر وقت

روتے رہتے ہیں لیکن ــــ
کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو متنبہ نہیں فرمایا ـ حضور کا ارشاد ہے ـ کما تکون یومر علیکم (مشکوٰۃ) یعنی جیسے تم لوگ اپنے اعمال کے اعتبار سے ہوگے ایسے ہی تم پر حاکم بنائے جائیں گے ــــ اس لئے اگر ہم اپنے اوپر بہترین افراد کی حکومت چاہتے ہیں ـ تو اس کا واحد علاج بہترین اعمال ہیں اور کچھ نہیں حدیث قدسی ہے ـ کہ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہوں کا مالک ہوں اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں ـ بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں ـ بندے جب میری اطاعت کرتے ہیں ـ تو بادشاہوں کے دل ان پر رحمت اور مہربانی کے لئے پھیر دیتا ہوں ـ اور جب میری نافرمانی کرتے ہیں تو بادشاہوں کے دل ان پر غصہ اور انتقام کے لئے پھیر دیتا ہوں جس سے وہ ان کو سخت عذاب پہنچانے لگتے ہیں ـ اس لئے تم بجائے بادشاہوں پر بد دعا کرنے کے میرے ذکر کی طرف متوجہ ہو اور میری طرف، عاجزی وزاری کرو ـ تاکہ ان کی تکالیف سے تمہیں محفوظ رکھوں (طرانی)

(الاعتدال صفحہ ۸۶ تا ۸۸ انتخاب)

مسلمان اسلام کو چھوڑ کر اپنی ترقی وخوشحالی دنیا کے ازموں میں تلاش کر رہے ہیں حالانکہ ساری دنیا کی ترقی وخوشحالی اسلام کے نظام حیات میں منحصر ہے مسلمانوں کی اس حرکت پر حضرت انہیں غیرت دلاتے ہوئے لکھتے ہیں ترقی کی راہ عزت کی راہ اور دنیا میں آنے کی غرض صرف اللہ کی رضا اور اس کی مرضیات پر عمل ہے اس کے سوا کچھ نہیں ـ عزت ہے تو اسی میں منفعت ہے تو اسی میں ـ حیرت ہے کہ مسلمانوں اللہ کے کلام اور اس کے رسول کے سچے ارشادات میں علوم وحکمت، دارین کی فلاح و ترقی کے اسباب اور خزانے بھرے ہوئے ہیں لیکن وہ ہر بات میں دوسروں پر نگاہ رکھتے ہیں ـ دوسروں کے پس خورد کھانے کے درپے رہتے ہیں ـ کیا یہ چیز انتہائی بے غیرتی اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ اجنبیت اور مغائرت کی نہیں کیا اس کی مثال اس بیمار کی سی نہیں جس کے گھر میں ایک مرجع الخلائق حاذق حکیم موجود ہو اور وہ کسی نیم حکیم سے علاج کرائے کہ خطرہ جان ہے (الاعتدال، ص۱۱)

(باقی آئندہ)

بقیہ ـ احادیث الرسول

سے، اور دشمنوں کے خوش ہونے سے (بخاری ومسلم) اور ایک روایت میں ہے ـ کہ سفیان راوی حدیث نے بیان کیا کہ مجھ کو اس بات کا شک ہے ـ کہ میں نے اس میں ایک لفظ کا اضافہ کردیا

ایجنٹ حضرات سے مخلصانہ اپیل

"خدام الدین" کی رقوم بہت سے ایجنٹ حضرات کے ذمہ ایک مدت سے واجب الادا چلی آتی ہیں ـ ادارہ ایسے تمام حضرات سے مخلصانہ اپیل کرتا ہے کہ وہ بلا تاخیر مزید واجبات ادا کر کے اپنے اخلاقی فرض سے عہدہ سبکدوش ہوں ـ تاکہ اس دینی جریدے کی اشاعت میں مشکلات پیدا نہ ہوں ـ ادارہ اس کے لئے انتہائی شکر گزار ہوگا ـ

مینجر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

بچوں کا صفحہ

سالاری یانی پتی ہیڈ ماسٹر چنیوٹ

اللہ جل جلالہ کا احسان

اللہ کا بہت بڑا احسان ہے۔ کہ اس نے مسلمانوں کو اسلام کی نعمت عطا فرمائی ہے۔ یہ وہ نعمت ہے۔ کہ جس کے مقابلے میں تمام نعمتیں ہیچ ہیں۔ موت کا ایک ہی جھٹکا بڑے سے بڑے اقتدار کو ختم کر دیتا ہے صرف ایک نعمت ہے۔ جو ہر جگہ اور ہر مقام پر انسان کا ساتھ دیتی ہے اور وہ ہے اسلام۔ یہ نعمت انسان کو جنت میں لے جاتی ہے۔ اور دوزخ سے بچاتی ہے۔ اگر یہ نعمت ساتھ گئی تو بیڑا پار ہے۔ اگر راستہ میں لٹ گئی تو زندگی برباد ہے۔ یہی وہ نعمت ہے۔ جسے سکھانے کے لئے حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے۔ اسلام نام ہے خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کا اور امن و سکون سے زندگی بسر کرنے کا۔

اسلم سفر کر رہا تھا۔ راستہ میں ڈاکوؤں نے اُس کا کوٹ۔ واسکٹ جوتا اور ٹوپی چھین لیا۔ گھر پہونچا۔ تو بیوی اُس کی یہ حالت دیکھ کر رو پڑی۔ بچے بلبلا اُٹھے۔ عزیز و اقارب تڑپ گئے۔ آہ! یہ کیا ہوا؟ اسلم نے کہا: صبر کرو۔ شکر کرو۔ الماس تو بچ گیا۔ جو بغل میں سیا ہوا تھا۔ الحمدللہ وہ محفوظ ہے رونے کی کوئی بات نہیں۔ اسی طرح مسلمان کے پاس بھی ایک دولت ہے۔ اور وہ ہے اسلام اور ایمان۔ یہ الماس سے بھی قیمتی ہے اگر یہ بچ گیا۔ تو پھر کچھ غم نہیں۔ اگر یہ لٹ گیا تو کچھ بھی باقی نہ رہا

ہم بھی اس دنیا میں اسلام اور دین کی دولت لے کر سفر کر رہے ہیں راستے میں قسم قسم کے ڈاکو ہیں۔ کہیں حرص و ہوا ہے۔ کہیں رشوت اور دغا ہے۔ اور کہیں شراب خانہ خراب عریاں شباب اور ارتداد کا سیلاب ہے اگر ان ڈاکوؤں سے ایمان بچ گیا تو سمجھ لیجئے۔ کہ کچھ بھی نہیں گیا۔ یاد رکھئے اس دور میں ایمان پر کھلے ڈاکے ہیں

پیہم حملے ہیں مسلسل ایمان لوٹنے کی کوشش ہے۔ پس علماء حق سے تعلق جوڑ لیجئے اور خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیجئے اگر علمائے دین نہ ہوتے۔ تو خدا جانے کس قدر لوگوں کا ایمان لٹ گیا ہوتا۔

آپ جانتے ہیں۔ کہ نوٹ دو قسم کے ہیں۔ ایک اصلی دوسرا نقلی۔

اصلی نوٹ حکومت کی طرف سے جاری ہوتا ہے۔ اور نقلی نوٹ یار لوگوں کی دماغی کاوش کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اصلی نوٹ پر حکومت کی چھاپ ہوتی ہے۔ اور مارکیٹ میں خوب چلتا ہے۔ نقلی نوٹ پر حکومت کی چھاپ نہیں ہوتی۔ اس کا چلانے والا گرفتار ہو جاتا ہے اسی طرح اللہ نے جس کی حکومت کا سکہ کل عالم میں جاری ہے۔ اپنا ایک رسول بھیجا۔ جس کو خاتم النبیین کہا اور چھاپ لگا دی۔ مگر یار لوگوں نے انگریزی دور میں ایک مضحکہ خیز نبی بنا ڈالا جس پر خدائی چھاپ ہرگز نہیں۔ جس وقت یہ نبی انگریزی ٹکسال سے نکلا، علماء نے ...... اعلان کر دیا۔ یہ خدائی نبی نہیں۔ یہ جعلی نبی ہم نہیں مانتے بہرکیف انگریز تھا۔ اس نے خود یہ نبی بنایا تھا۔ کہ مسلمانوں میں افتراق اور اختلاف پیدا ہو جائے اور آئے دن سر پھٹول ہوتی رہے مگر آج جب کہ ہماری اپنی حکومت ہے اس انگریزی سکے کو بند ہو جانا چاہئے کیا ہمارے محترم اصلی اور نقلی کرنسی میں تمیز فرما کر نقلی کرنسی کو بند نہ فرمائینگے۔ اور انگریزی کی سازش کو جو افتراق کے لئے ختم نہ کریں گے۔ کیا خدائی چھاپ اور انگریزی چھاپ کے نبی میں فرق پا کر ایک نئی امت کو غیر مسلم فرقہ نہ قرار دینگے آہ! ۔

توحید پہ ناز ایسا دل محو ایاز ایسا
توڑا نہ گیا تجھ سے محمود یہ بتخانہ (حفیظ)

ظاہر ہے کہ اصلی اسلام۔ اور اصلی رسول والے مرنے کے بعد راحت پائینگے اور نقلی اسلام اور نقلی رسول والے خسارہ۔

میں رہیں گے۔ تمام دنیا کے مسلمانوں کا فیصلہ ہے۔ کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام کے بعد دوسرا اسلام جاری کرے گا وہ اسلام نہیں ہوگا تقویٰ والے وہ ہیں۔ جو آپ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جو وحی آپ پر اُتری اور آپ سے پہلے اتری اُسے سچا جانتے ہیں۔ چونکہ آپ کے بعد کسی وحی کا ذکر قرآن پاک نے نہیں کیا اس لئے اسے مصنوعی۔ نقلی اور فراڈ جانتے ہیں۔ جو بعد کی وحی پر ایمان رکھے گا۔ ابدی نقصان ہی ہوگا۔ اور اس کے ابدی جہنم ہوگا۔ پرانے اسلام پر ایمان رکھنے والا یہاں بھی اور وہاں بھی فائدے میں رہے گا۔ یاد رکھئے دنیا کی بڑی سے بڑی دولت بھی دین کے مقابلے میں کچھ نہیں۔ روپے پیسے پر ایمان فروخت کرنے والے ابدی خسارے میں رہیں گے۔ پرانے اسلام میں فلاح و بہبود ہے۔ اور نئے نبی اور نئے اسلام میں تباہی و بربادی ہے

پرانے اسلام پر قائم رہئے۔ اس اسلام پر جو رسول اللہ لے کر آیا ہے ایمان رکھئے۔ اور جو نیا اسلام اغیار نے بنایا ہے۔ اس سے قطع تعلق کر لیجئے اس لئے کہ اسلام میں دو رنگی نہیں اگر یورپ کی روشنی والے کہتے ہیں۔ کہ پرانی چیزیں چھوڑ دیجئے۔ نئی چیزیں لیجئے تو ان سے صاف کہہ دیجئے۔ بہت اچھا پہلے آپ پرانی دھرتی چھوڑ دیجئے۔ پرانا سورج چھوڑ دیجئے۔ پرانی ہوا چھوڑ دیجئے۔ ازاں بعد ہم سے کہئے کہ چودہ سو سال پہلے کا اسلام چھوڑ کر انگریزی دور کا اسلام قبول کیجئے۔ لیکن اگر آپ یہ پرانی چیزیں نہیں چھوڑ سکتے۔ تو پھر ہم پرانا اسلام۔ پرانا رسول پرانا خدا اور چودہ سو سال پہلے کی کتاب کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟ ہر مسلمان کا ایمان ہے۔

(۱) قرآن پاک آخری کتاب ہے۔
(۲) محمد رسول اللہ علیہ وسلم آخری رسول ہیں
(۳) اسلام آخری دین اور مذہب ہے۔
(۴) خدا قدیم ہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یہ کل کائنات اسی کی ہے اور اس کا حکم جاری وساری رہنے کے لائق ہے۔

۲۸ / اپریل ۱۹۶۷ء

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵

The Weekly "KHUDDAMUDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ / مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۷-۲۸۱ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۷۶۷/۹/۳۹ مورخہ ۲۴ - اگست ۱۹۶۳ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام مولانا عبید اللہ انور پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔

سعودی عرب، کویت، ایران، افریقہ ملایا، ہانگ کانگ، انگلینڈ سے

سالانہ چندہ

عام ڈاک سے ۸۷ / ۱۸ روپے
ہوائی ڈاک سے ۰۰ / ۵۴ روپے

امریکہ

عام ڈاک سے ۰۰ / ۲۲ روپے
ہوائی ڈاک سے ۸۰ / ۸۳ روپے

بیرونی ممالک کے لئے چھ ماہ سے کم میعاد کے لئے پرچہ جاری نہیں کیا جائے گا۔